ہوالکل یاسین

ترکِ قربانی گاؤ

حصہ اول و دوم

جن میں قرآن مجید اور حدیث شریف سے ترکِ قربانی گاؤ کی ضرورت اور
تاریخی۔ تمدنی۔ اقتصادی۔ حسابی حوالوں سے ترک گاؤکشی کو ثابت کیا گیا ہے

نوشتہ

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہ
خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ

مورخہ یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ مطابق اگست ۱۹۲۱ء

مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس دہلی
باہتمام ہاکر داس چند پرنٹر
(مکتبہ قومی امروہی)



ملکی بھائی سمجھکر خلافت کے کام میں اُنکا ہاتھ بٹائیں، چاہے مسلمان گاؤکشی بند کریں یا نہ کریں۔

اسی طرح مسلمان لیڈروں کو بھی مسلمانوں سے کہنا چاہیئے کہ گاؤکشی کی بندش اس واسطے نہ ہونی چاہیئے کہ ہندو مسئلہ خلافت میں ہمارا ساتھ دے رہے ہیں، بلکہ بغیر کسی عوض اور بدلہ کے صرف یہ سمجھکر کہ اسلام نے اپنے ہمسایہ کی دلداری کا حکم دیا ہے، اور ہندو ہمارے پڑوسی ہیں اور گاؤکشی سے انکی دلآزاری ہوتی ہے لہذا ہم گائے کی قربانی نہ کریں اور اس کے عوض دوسرے جانوروں کی قربانی کافی سمجھیں۔ چاہے ہندو خلافت کے کام میں ہمارے مددگار رہیں یا نہ رہیں، ہم کو اس کی کچھ پروا نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ مسلم قوم احسان کی تجارت نہیں کرتی ہے اور بغیر غرض مطلب کے وہ پڑوسیوں کی خوشی وراحت کے کام میں حصہ لیتی ہے۔

پس مسلمان لیڈر بھی قوم کو یہ سمجھائیں اور مسلمان قوم بھی یہ سمجھ لے کہ ہندو ہم سے متحد رہیں یا نہ رہیں، ہمارے کام میں حصہ لیں یا نہ لیں، ہم ہرحال میں گاؤکشی سے احتیاط کرینگے اور اس احتیاط پر دوامی طور سے پابند رہیں گے۔

کشیدگی کے آثار

ابھی تو پورے طور سے اتحاد ہونے بھی نہ پایا تھا کہ کشیدگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ تیسرے یوم خلافت کی ہڑتال میں بعض مقامات کے ہندوؤں نے مسلمانوں سے اختلاف کیا اور دُکانیں بند نہیں اس کے جواب میں مسلمانوں نے یہ کیا کہ مسٹر تلک کے ماتم کی ہڑتال میں شریک نہ ہوئے۔

اس کشیدگی سے متاثر ہوکر بعض علاقوں کے مسلمانوں میں یہ چرچے بھی ہونے لگے کہ بقرعید پر گائے کی قربانی بند کرنیکی کیا ضرورت ہے جبکہ ہندو ہمارے ساتھ ملکر کام نہیں کرتے۔ جب ان کو ہماری دلداری کی پروا نہیں ہے تو ہم کیوں ان کی دلجوئی کا خیال کریں۔

بریلی، علیگڑھ، سورت سے چند رسائل بھی چھپکر آئے جن میں گائے کی قربانی پر زور دیا گیا ہے اور ہندوؤں کی خاطر گاؤکشی کی بندش کو بہت نامناسب وناجائز بتایا گیا ہے اور لکھا ہے کہ آج اگر ہندوؤں کی خاطر گاؤکشی بند ہوئی تو کل ہندو کہینگے کہ اذان بند کردو پرسوں کچھ اور کہینگے اور اسی طرح رفتہ رفتہ تمام اسلامی ارکان کی بندش کا مطالبہ اُنکی طرف سے ہونے لگیگا۔

میری رائے میں اسکی وجہ محض یہ ہے کہ مسلمان گاؤکشی کی بندش بطور تبادلہ کے کرنی چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ

یا مجیب

ہو الکل

ترکِ گاؤ کشی

حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد دہلی کا رہنے والا حسن نظامی اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں گاؤ کشی کے مسئلہ کی نسبت کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔

مسلمانوں کی قوم صدیوں سے ہندوستان میں رہتی ہے اور اس نے یہاں سینکڑوں برس بادشاہی کی ہے جس دن مسلمان اس ملک میں آئے اسی دن سے انہوں نے ہندوؤں سے یہ سنا کہ گائے ذبح نہ کیجائے کہ ہندو اسکی مذہبی عزت دل میں رکھتے ہیں بعض مسلمان بادشاہوں نے گاؤ کشی میں ہندوؤں کی دلجوئی کے خیال سے احتیاط کی اور بعض بے پروا رہے۔ مگر ہر زمانہ میں یہ ظاہر ہوا کہ ہندو قوم گاؤ کشی سے بہت رنجیدہ ہوتی ہے اور جب کبھی ہندو مسلمانوں کا اتفاق ہوا تو گائے کا مسئلہ ضرور سامنے آیا یعنی مسلمانوں نے ہندوؤں کی دوستی کیلئے گاؤ کشی بند کردی۔ چنانچہ غدر ۱۸۵۷ء میں بھی جب ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کا اتحاد ہوا تو گاؤ کشی ترک کردی گئی تھی اور ہندوؤں کے دل پر مسلمانوں کے اس فعل کا بہت اچھا اثر ہوا تھا

آجکل کے زمانہ میں پھر گزشتہ اتحاد نے جنم لیا ہے اور مسلمان گاؤ کشی بند کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں میرے خیال میں یہ طریقہ اچھا نہیں ہے کہ کسی خاص وقت میں کسی خاص وجہ اور مصلحت سے گاؤ کشی بند کی جائے اور جب وقت گزر جائے اور اتحاد کی ضرورت باقی نہ رہے تو پھر وہی عمل ہونے لگے۔

مہاتما گاندھی نے اسوقت مسلمانوں پر بڑے بڑے احسان کیے ہیں اور وہ گائے کی حفاظت کا عقیدہ ایک سچے ہندو کی طرح اپنے دل میں رکھتے ہیں مگر انہوں نے بارہا ہندوؤں کو نصیحت کی ہے کہ وہ مسلمانوں سے ترک گاؤ کشی کی خواہش نہ کریں اور ان پر اس کے لیے زور نہ دیں کیونکہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو موجودہ اتحاد جس میں ہندو مسلمانوں کے مسئلہ خلافت کی امداد کر رہے ہیں ایک طرح کا خودغرضانہ بیوپار ہو جائے گا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی مدد میں حصہ لیا اور مسلمانوں نے گاؤ کشی بند کردی بلکہ ہندوؤں کو چاہیے کہ وہ بغیر کسی معاوضہ اور بدلہ کی خواہش کے مسلمانوں کو اپنا

ہیں۔حالانکہ جھٹکہ سکھوں کا مذہبی ذبیحہ ہے۔ ان کو جھٹکہ کرکے گوشت کھانے کی ہدایت کیگئی ہے۔ مسلمانوں
کا کیا حرج ہے اگر کوئی قوم بکرے کا سر بالکل جدا کرکے گوشت کھاتی ہے۔ اسلام نے اگر ایسا گوشت حرام کیا ہے
تو مسلمان نہ کھائیں، مگر ان کو دوسروں کو روکنے کا کیا حق ہے۔ اور اُن کے مذہب پر جھٹکہ کرنے سے کیا
حرف آتا ہے۔

حاصل مقصد یہ ہے کہ ضد نفاق کی جڑ ہے، اگر ہر قوم ضد اور نفسانیت کو چھوڑ دے تو کبھی بگاڑ نہ پیدا ہو۔
مجھے یقین ہے کہ ترکِ گاؤکشی کے بعد ہندو کبھی کسی اور رُکنِ اسلام کی بندش کا مطالبہ مسلمانوں سے نہ کرینگے
نہ مطالبہ کرنے کی کوئی وجہ ہوسکتی ہے۔ مسلمانوں کا یہ اندیشہ بالکل فضول ہے جو ضد ونفسانیت کے سبب مضمون
نگاروں نے پیدا کیا ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت ہندوؤں نے ایسا کیا تو مسلمان بھی ترکی بہ ترکی جواب دینگے
وہ ایسے گئے گزرے نہیں ہوگئے ہیں کہ ہندوؤں سے دبکر اپنے کسی رُکنِ اسلامی کو چھوڑ دیں۔

گاؤکشی کوئی رُکنِ اسلامی نہیں ہے ایک مباح چیز ہے۔ پھر یہ قیاس کیوں کیا جاتا ہے کہ آج تو گاؤکشی کی
بندش کا مطالبہ ہے اور کل کسی اور رکنِ اسلامی کی بندش طلب کی جائیگی۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گاؤکشی
بھی کوئی رُکنِ اسلام ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے جیسا کہ میں آگے جاکر بیان کروں گا۔

ہندو سیاسی وتمدنی معاملات ملکی میں اگر مسلمانوں سے ملکر رہنا چاہینگے تو مسلمان بھی اُن سے ملکر رہینگے
اور اگر وہ مسلمانوں کی ملت ودوستی کو ٹھکرا دینگے تو ہم کو بھی خواہ مخواہ اُن کے گلے پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔
ہم خود اپنے زورِ بازو سے اس دُنیا اور اس مُلک میں زندہ رہ سکتے ہیں اور اپنے ہی بھروسہ پر زندہ رہنا
چاہیئے۔

مگر گاؤکشی کو ہندوؤں کی دوستی وغیر دوستی سے کچھ تعلق نہیں ہو اسکے ترک کرنے میں تو خود ہمارا ذاتی فائدہ
ہے۔ہمارا ہندوؤں سے خواہ کیسا ہی بگاڑ ہوجائے اور ہماری اُن کی کتنی ہی عداوت بڑھ جائے پھر بھی ہم
اقتصادی نقطۂ نظر سے گاؤکشی کو ترک کرکے فائدے میں رہینگے۔ ترکِ گاؤکشی میں ہمارا یہی فائدہ نہیں ہے
کہ ہم حکم اسلام کے بموجب اپنی ہمسایہ قوم کی دلداری کرینگے بلکہ یہ بھی ہے کہ ہماری معیشت گائے کی سلامتی
سے ترقی کرسکتی ہے اور اس کے ذبح کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ گائے کا گوشت کھانے میں ہمیں اُتنا فائدہ نہیں ہے

بات ہرگز نہ ہونی چاہیئے یعنی گاؤکشی کا ترک ہندوؤں سے عوض مانگنے یا احسان جتانے یا مہربانی کا لین دین کے لیئے نہ ہونا چاہیئے، بلکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ معاوضہ کی خواہش کے بغیر گاؤکشی بند کر دیں۔ اور ہندوؤں اسپر کسی قسم کا بدلہ نہ مانگیں جس طرح مہاتما گاندھی مسلمانوں کی حمایت معاوضہ کی خواہش کے بغیر کر رہے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو بھی گاؤکشی بدلہ چاہنے کے لیئے ترک نہ کرنی چاہیئے بلکہ بلا غرض و مطلب محض خلوص محبت سے یہ کام لینا چاہیئے۔

جن مسلمانوں نے یہ لکھا ہے کہ ہندو آج تو گاؤکشی کی بندش چاہتے ہیں کل اذان کی بندش چاہیئنگے اور پھر وہ اور رکن اسلام کے عمل سے روکیں گے۔ بالکل فضول اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ وہ اسلامی قوت سے بے خبر معلوم ہوتے ہیں۔ گائے کی محبت ایک ایسی چیز ہے جس میں ہندوؤں کے سب فرقے اور تمام ذاتیں شریک ہیں یعنی گائے کی عظمت و عزت ہندوؤں کی ہر ذات میں پائی جاتی ہے، اس واسطے ہر ہندو گاؤ ہتیا گائے کی حفاظت کا دم بھرتا ہے لیکن اس کے سوا مسلمانوں کے اور کسی رکن مذہبی سے ہندوؤں کے عقائد کا تعلق نہیں ہے۔ پھر وہ کیونکر کسی رکن اسلام سے مسلمانوں کو روکیں گے اُن کا سر نہیں پھر گیا ہے وہ پاگل نہیں ہو گئے ہیں اور بالفرض اگر وہ ایسا کرنا چاہیں گے تو کیا ہم مسلمان ہندوؤں سے لڑائی کی طاقت میں کچھ کم ہیں؟ جو ان کے ڈر سے دیگر ارکان دین بند کر دینے پڑیں گے۔ ہم گنتی میں ہندوؤں سے کم ہیں مگر مذہب اور روحانیت کی طاقت ابھی ہماری اُن سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔

صدیوں سے آجتک کسی ہندو نے سوائے گاؤکشی کے اور کسی اسلامی عمل سے اختلاف نہیں کیا۔ سو برس سے مسلمانوں کی بادشاہی اس ملک میں نہیں ہے ہندوؤں کا زور بہت کچھ ہو چکا ہے مگر کبھی یہ نہیں سنا کہ کسی ہندو نے نماز روزہ یا کسی اور فرض اسلامی سے مسلمانوں کو روکا ہو۔ البتہ سکھ قوم کے بعض آدمیوں نے بعض مقامات پر اذان میں مزاحمت کی اور اب بھی کہیں کہیں کی جاتی ہے۔

لیکن اس کا الزام ساری ہندو قوم پر یا سب سکھوں پر عائد نہیں ہوتا ہے کیونکہ سکھ ہندو ہی نہیں ہیں ان کو ایک جداگانہ قوم ہونے کا دعوٰے ہے اور اذان کی مخالفت تعلیم یافتہ سکھ نہیں کرتے ہیں عوام اور جاہل سکھوں کی طرف سے یہ بات ظاہر ہوا کرتی ہے اور وہ بھی اس لیئے کہ مسلمان جھٹکے کے مسئلہ میں اُنسے ضد کرتے

گائے ہی کو ذبح کرو بلکہ اُس نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے اور جن کے استعمال یا جن سے فائدہ اُٹھانے کی ہم کو اجازت دی ہے اُن میں ہم کو مختار بنا دیا ہے یعنی اگر ہم کسی وجہ سے اُن کو استعمال نہ کریں تب بھی ہم پر کوئی مواخذہ اور جرم عائد نہیں ہوتا۔ اور اگر استعمال میں لائیں تو بھی خدا کی خوشنودی میں کوئی ترقی نہیں ہو جاتی۔ غرض یہ کہ ہم گائے کو ذبح کرنے کے مسئلہ میں بالکل آزاد و خود مختار ہیں یعنی ہم کو اختیار دیا گیا ہے کہ ہم گائے کو اور ان جانوروں کو جنکا گوشت ہمارے لیے حلال ہے خدا کا نام لیکر ذبح کریں اور کھائیں اور اگر کسی وجہ سے گائے یا دوسرے جانوروں کا ذبح کرنا مناسب نہ ہو تو ہم اُن کے ذبح کو ترک کر سکتے ہیں اور اس ترک سے کوئی گناہ ہم پر عائد نہیں ہوتا بشرطیکہ ذبح کو ہم اپنے اوپر حرام نہ کرلیں یعنی جس چیز کا ذبح کرنا یا کھانا خدا نے ہمارے لیے جائز و حلال کر دیا ہے اُس کو اپنے اختیار سے ناجائز اور حرام کرنا ہمارے واسطے صرف گناہ ہی کا باعث نہیں ہے بلکہ اُس سے ہمارا ایمان بھی جاتا رہتا ہے اور ہم کافر ہو جاتے ہیں اگر ایسا کریں۔ لہٰذا گائے کے ذبح کرنے یا ترک ذبح کو ناجائز یا حرام سمجھ کر نہ ہونا چاہیئے بلکہ دودھ گھی کی اقتضاءات اور کھیتی کیاری کے نفع یا اپنے پڑوسیوں کی دل شکنی کو مد نظر رکھ کر گائے کاٹنے سے پہلے احتیاط کرنی چاہیئے۔

قرآن شریف اور گاؤکشی

اب میں مسئلہ گاؤکشی کے متعلق مسلمانوں کو قرآن شریف کا حکم بتانا چاہتا ہوں۔ قرآن شریف میں گاؤکشی یا گائے کی قربانی کی نسبت کوئی صاف و صریح حکم موجود نہیں ہے۔ سب سے پہلی صورت گائے کے متعلق قرآن شریف میں ہے جسکا نام "سورۂ بقر" ہے اور اُس میں یہودیوں کا ایک قصہ بیان کیا گیا ہے کہ اُن کے ہاں ایک قتل کا واقعہ ہو گیا تھا۔ قاتل کی تلاش کے لیے وہ لوگ اپنے پیغمبر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے تو اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کی زبانی ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں سے کہو کہ تم ایک گائے ذبح کرو اور اُسکے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے مُنہ پر رکھو اُس سے تم کو قاتل کا نام و نشان معلوم ہو جائے گا۔ بس اس قصہ کے سوا سورۂ بقر میں گاؤکشی یا گائے کی قربانی کے متعلق اور کوئی حکم نہیں ہے۔

قرآن شریف میں گائے کا بیان بقر کے لفظ سے تین جگہ آیا ہے اور عجل یعنی بچھڑے کے لفظ سے دو جگہ آیا ہے

جتنا نقصان ہے۔

مسلمان گائے کے پاسبان

دیکھو ہندو اگر گائے کی حفاظت تمدنی اور اقتصادی ضرورت کے علاوہ مذہبی حیثیت سے بھی کرتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو بھی صرف تمدنی و اقتصادی حیثیت سے اُس کی حفاظت کرنی ضروری ہے گائے کی حفاظت ہمارا خود اپنا ذاتی مسئلہ ہے۔

ہندوستان فقط ہندوؤں کا وطن نہیں ہے وہ بھی باہر سے اس ملک میں آکر آباد ہوئے تھے ہم مسلمان بھی پردیس سے یہاں آئے اور سینکڑوں برس سے اس ملک میں سکونت اختیار کر کے رہتے ہیں، پس جس طرح ہندوؤں کو پیٹ پالنے اور عزت و آرام سے یہاں رہنے اور یہاں کی چیزوں کو برتنے کی ضرورت ہے اسی طرح ہمکو بھی یہ حق ہے کہ جن چیزوں سے روزی میسر آتی ہو اُن کو کام میں لائیں اور اُن کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

گائے ہم کو دودھ دیتی ہے۔ گھی بھی اسی کے دودھ سے اچھا اور مفید پیدا ہوتا ہے۔ اسی کے بچھڑے ہمارے ہل چلاتے ہیں، جن سے ہماری کھیتی ہوتی ہے، اسواسطے گائے قدرتاً ہماری زندگی کی پاسبان ہے لہذا ہم کو اُس کی زندگی کا پاسبان ہونا چاہیئے کیونکہ گائے کی پاسبانی خود ہماری اپنی ذات کی پاسبانی ہے۔ گائے کی اگر ہم حفاظت کرینگے اور اس کو ذبح ہونے سے بچائینگے تو ہندوؤں پر کچھ احسان نہ ہوگا، نہ گائے پر رحم کرنے کی یہ دلیل ہوگی، بلکہ ہم خود اپنی زندگی پر اپنے بچوں کی زندگی پر اور اپنے کھیتوں کی زندگی پر احسان کرینگے جن کو گائے کے سلامت رہنے سے فائدہ ہے۔

ہم گائے کی پوجا نہیں کرینگے

نہ ہم اُس کی مذہبی شان سے تعظیم کر سکتے ہیں، نہ ہمارے لیئے یہ ممکن ہے کہ اسکے گوبر اور پیشاب کو پاک تصور کریں نہ اور کسی قسم کی تعظیم اس جانور کی ہمکو جائز ہے کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا مذہب کسی غیر خدا کی تعظیم کو جائز نہیں رکھتا۔ اور اُس نے خدا کے سوا ہر چیز کی پوجا سے ہم مسلمانوں کو روک دیا ہے۔

مگر ہم گائے کی زندگی کو محفوظ رکھنے پر ممنوع نہیں ہیں، یعنی ہم کو یہ حکم اسلام نے نہیں دیا کہ تم لازمی طور سے

ہو تو اُس جانور کی قربانی نہیں کرنی چاہیئے اور یہ حکیمانہ ارشاد خداوندی صاف تعلیم دیتا ہے آجکل کے حالات کے متعلق کہ اگر قربانی کے جانوروں میں سے گائے یا کسی اور جانور کی قربانی میں نفع معلوم نہ ہو یا منافع کے خلاف نقصانات کا اندیشہ ہو تو ایسے جانوروں کی قربانی نہ کرنی چاہیئے

دودھ پینا گوشت کھانے سے مقدم ہے

پھر سورہ مومنون پارہ ۱۸ میں ہے وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۔ ترجمہ (اور یقیناً تمہارے لیے چوپائے جانوروں میں نصیحت ہے پلاتے ہیں ہم تم کو ان چیزوں میں سے جو اُنکے پیٹ میں ہیں (دودھ) اور تمہارے لیے اُن میں بہت فائدے ہیں اور بعض کو انہیں سے تم کھاتے ہو) اس آیت میں تو صاف صاف اور کھلم کھلا ظاہر کر دیا کہ چوپایوں میں جتنے جانور دودھ دینے والے ہیں ان کو کھانا نہ چاہیئے یا کم سے کم یہ تو ضرور ہی ثابت ہوتا ہے کہ دودھ دینے والے جانوروں کے گوشت کھانے میں اتنا نفع نہیں ہے جتنا اُن کے دودھ گھی وغیرہ میں فائدہ ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے صاف صاف فرما دیا کہ جانوروں میں جو دودھ دینے والے ہیں اُنکے دودھ وغیرہ میں تمہارے لیئے بہت ہی نفع ہے، منافع کے ساتھ کثیرۃ کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ گوشت کے مقابلہ میں دودھ گھی کو بہت ہی منافع کی چیز فرماتا ہے۔ پس اس آیت کی بموجب گاؤ کشی بڑے گھاٹے کا کام ہے اور جو لوگ اس کے دودھ گھی کو چھوڑ کر گوشت کیلیئے اُس کو کاٹتے ہیں وہ خدا کے عطیئے منافع کثیرہ کی قدر نہیں کرتے اور سخت نقصان اُٹھاتے ہیں، صرف اسی ایک آیت کو لے لیا جائے اور اس پر پوری طرح بحث کی جائے تو ترک گاؤ کشی کا اثبات ہو سکتا ہے، بعض کتابوں میں چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جن میں گائے کے دودھ کو دوا فرمایا گیا ہے اور گوشت کو بیماری، ان حدیثوں کو محدثین قابل اعتبار نہیں سمجھتے کیونکہ انکے بعض راوی معتبر نہیں ہیں لیکن کیا جواب دیا جائے گا اس آیت شریف کا جسکے الفاظ سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ گائے کے دودھ اور گھی میں بہت ہی فائدہ ہے، یا یہ کہ دودھ دینے والے جانوروں کے گوشت میں اتنا نفع نہیں ہے جتنا اُن کے دودھ میں ہے اب جو لوگ گاؤ کشی کا ترک ہندوؤں پر احسان رکھنے کے لیے کرنا چاہتے ہیں یا ہندوؤں کی ضد سے گاؤ کشی پر اصرار کرتے ہیں اُن کو غور کرنا چاہیئے کہ آیا گائے کے ذبح کرنے میں اور اُسکا گوشت کھانے میں اُنکا فائدہ ہے یا گائے کی حفاظت کرنے میں اور اُسکے دودھ گھی کو کام میں لانے میں

اور انعام یعنی کھانے کے جانوروں کے ضمن میں گیارہ جگہ آیا ہے، اگرچہ وہ مقامات ہیں جہاں ذبح یا گوشت
کھانے کا ذکر ہے ورنہ بقر یا عجل یا انعام کے الفاظ اور بھی متعدد جگہ پائے جاتے ہیں۔ الغرض جہاں جہاں گائے
کے ذبح یا کھانے کا ذکر ہے وہاں مخصوص طور سے مسلمانوں کو صرف گائے کا گوشت کھانے یا صرف گائے کی قربانی
کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ حلال جانوروں کے ضمن اور سلسلہ میں گائے کا ذکر بھی آیا ہے۔ قربانی کا جہاں کہیں
ذکر آیا ہے وہاں عموماً حج کا موقع پایا جاتا ہے یعنی ایام حج کی قربانیوں میں اللہ تعالےٰ نے مختلف حلال جانوروں کا
ذکر فرمایا ہے۔ انہی میں گائے بھی ہے۔ مگر حج کی قربانیوں میں کسی جگہ بھی گائے کی قربانی کا خاص طور سے حکم نہیں ہے
سورۂ حج میں ہے: وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ

ترجمہ: اور ہر فرقہ کے لیے ہم نے مقرر کی قربانی تاکہ یاد کریں اللہ کا نام اس رزق پر جو دیا خدا نے ان کو مواشیوں سے۔
اس آیت میں یہ ارشاد ہوا کہ مختلف ہر فرقہ کے لیے قربانیاں ہوتی ہیں اسی طرح مسلمانوں کے لیے بھی چوپایہ مویشی کی قربانیاں مقرر
ہیں تاکہ وہ ان کو ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیں۔ اس آیت میں انعام کا ایک عام لفظ ہے جو حلال چوپایہ جانوروں پر صادق آتا ہے گائے کی
قربانی کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔

ترک قربانی گاؤ کا قرآن میں صاف اشارہ

اس آیت سے پہلے رکوع میں فرمایا: لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ
عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ **ترجمہ**: تاکہ حاضر ہوں اپنے منافع پر اور یاد کریں اللہ کا نام مقررہ معلوم ایام
میں اس پر جو کہ روزی دیا ہے ان کو چوپایوں سے۔

اس آیت کے پہلے فقرے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کرنے سے پہلے مسلمانوں کو اپنے منافع کا خیال کرنا ضروری
ہے اس کے بعد قربانی کے مقررہ ایام میں خدا کا نام لے کر جانوروں کو قربان کیا جائے۔ یہاں بھی گائے کا نام نہیں ہے اور
اس کی مخصوص قربانی کا حکم نہیں دیا گیا لیکن سب سے بڑی چیز آیت کا وہ ٹکڑا ہے جس میں قربانی کا حکم دینے سے پہلے
پہلے منافع کے شامل رہنے کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانوروں میں پہلے اپنے منافع کا خیال
کر لینا چاہیے یعنی اگر کوئی جانور زیادہ گراں ہو یا کسی جانور کے قربان کرنے سے کسی اور قسم کا نقصان پہنچتا ہو اور منافع میں خلل واقع ہو

حفاظت کریں اور منافع کثیرہ کے خیال سے اُس کا کاٹنا اور ذبح کرنا چھوڑ دیں، یہ نہو کہ اسکی پوجا کرنے لگیں جیسا کہ ہندو کرتے ہیں۔

دودھ دینے والے جانور کی قربانی

اس آیت قرآنی کی تائید حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہوتی ہے۔ بلکہ یہ حدیث گویا تفسیر ہے اس آیت کی کہ دودھ کا نفع گوشت سے مقدم ہے۔ یہ حدیث صحاح ستّہ (حدیث کی چھ کتابیں بہت صحیح اور درست مانی گئی ہیں اسی واسطے ان کو صحاح ستّہ یعنی چھ صحیح کتابیں کہتے ہیں) کی دو مشہور کتابوں میں ہے۔ ایک ابوداؤد میں اور دوسری نسائی میں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

جانور کی قربانی نہ کرو

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِیَوْمِ الْاَضْحٰی عِیْدًا جَعَلَہُ اللّٰہُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَالَ لَہٗ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِیْحَۃً اُنْثٰی اَفَاُضَحِّیْ بِھَا قَالَ لَا وَلٰکِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِکَ وَ اَظْفَارِکَ وَتَقُصُّ شَارِبَکَ وَتَحْلِقُ عَانَتَکَ فَذٰلِکَ تَمَامُ اُضْحِیَتِکَ عِنْدَ اللّٰہِ (رواہ ابوداؤد والنسائی) **ترجمہ** عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حکم دیا گیا مجھ کو قربانی کے دن کی نسبت کہ میں اس کو عید مقرر کروں کہ کیا ہے اسکو عید کا دن خدا نے اس اُمت کے لیے۔ عرض کیا ایک شخص نے کہ یارسول اللہ! اگر نہو میرے پاس سوائے دودھ دینے والی ایک اونٹنی کے تو کیا میں اسی کو قربانی کر دوں؟ فرمایا رسول اللہ نے۔ نہیں۔ (تو اُس اونٹنی کو قربانی نہ کر) بلکہ تو اپنے بال مونڈ اور اپنے ناخن کاٹ اور اپنی مونچھیں کٹوا اور زیر ناف کے بال صاف کر۔ بس یہی ہے تیری پوری قربانی خدا کے نزدیک۔

اس حدیث میں صاف حکم موجود ہے کہ اگر دودھ دینے والے جانور کے سوا اور کوئی جانور قربانی کیلئے موجود نہ ہو یا اُس کو دودھ دینے والے جانور کے علاوہ اور کوئی جانور خریدنے کی طاقت نہو تو اُس کو دودھ دینے والے جانور کی قربانی

فائدہ ہے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ گاؤکشی کرنا بڑے نقصان کی بات ہے خاصکر ہندوستان کے ملک میں جہاں گرمی اور خشکی بہت زیادہ ہے اور جہاں کے باشندے گوشت سے زیادہ دودھ دہی اور گھی سے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں کیونکہ گوشت ٹھنڈے ملکوں کے لیے زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ گرم ملکوں میں دودھ اور گھی اور چھاچھ وغیرہ گوشت سے کہیں زیادہ بڑھکر مفید ثابت ہوتے ہیں۔

اگر مسلمان اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی وقعت کرنی چاہتے ہیں۔ اور کون ایسا مسلمان ہے جسکا سر خدا کے ارشاد کے آگے جھکا ہوا نہ ہو تو اُن کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے اس فرمان پر غور کریں جسمیں دودھ کو منفعت کثیر کی چیز فرمایا گیا ہے اور گوشت پر دودھ کو ترجیح دی گئی ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو حسب ارشاد خداوندی بڑے نفع کے کام کو اختیار کرنا چاہیئے اور وہ یہی ہے کہ گاؤکشی ترک کی جائے اور گھر گھر اُس کی پرورش ہو تاکہ مسلمانوں کے بچے گائے کے دودھ۔ گھی۔ دہی اور چھاچھ سے وہ منافع کثیر حاصل کریں جنکا ذکر اس آیت شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اور اس طرح ارشاد ہوا ہے کہ ہم تم کو پلاتے ہیں یعنی یہ جانور دودھ دیتے ہیں اُن کا ہمپر کچھ احسان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ وہ ان جانوروں کے ذریعہ سے ہم کو دودھ پلاتا ہے اسی واسطے خدا نے فرمایا کہ ہم تم کو پلاتے ہیں۔

مسلمان کو گائے کی پوجا نکرنی چاہیئے

یہاں ایک نکتہ اور بھی سمجھ میں آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان دودھ دینے والے جانوروں کی پرستش نکرنے لگے۔ کیونکہ جب آدمی کسی چیز سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو اُس کی عظمت اور بزرگی اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ اُس کو پوجنے لگتا ہے جیسا کہ ہندو گائے کو پوجنے لگے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو پہلے ہی سے بتادیا کہ دودھ دینے والے جانور جو تم کو دودھ دیتے ہیں وہ درحقیقت ہماری عطا ہے کہ ہم اُن کے ذریعہ سے تم کو دودھ پلاتے ہیں۔

پس بجائے اِس کے کہ تم دودھ دینے والے جانوروں کو پوجو ہماری بندگی اور اطاعت کرو۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے اس احسان عظیم کی قدر کریں۔ شکرانہ بجالائیں اور گائے کو مثل ایک مخلوق کے سمجھیں اور اُسکی

فائدہ کا خیال مقدم رہنا چاہیے کہ اُن کے گوشت میں اتنا فائدہ نہیں ہے جتنا سواری لینے وغیرہ میں ہے۔

ایک اور آیت جہاں گوشت کھانا آخری بات فرمایا گیا

پھر سورۂ یٰسین پ۲۳ میں ارشاد ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ (کیا دیکھتے نہیں کہ تحقیق ہم نے پیدا کیا اُن کیواسطے چوپایوں کو جو ہمارے بنائے ہوئے ہیں، پس وہ اُن کے مالک ہیں، اور مسخر کر دیا ہم نے اُن چوپایوں کو اُن کے واسطے پس بعض اُن میں سے سواریوں کے کام آتے ہیں اور بعض کو اُن میں سے کھاتے ہیں۔)

یہ آیت شریف بھی گزشتہ آیت کی طرح اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جانور مقدم سواری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور اُن کا گوشت کھانا موخر ہے۔

اللہ کو گوشت اور خون درکار نہیں ہے

پھر سورۂ حج میں ارشاد ہے:- لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (ہرگز نہیں پہنچتے اللہ کے پاس (قربانیوں کے) گوشت اور نہ اُن کے خون، البتہ پہنچتا ہے اللہ کے پاس تمہاری طرف سے تمہارا تقوٰے (اور پرہیزگاری)

اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے مشرک لوگ جب قربانیاں کرتے تھے تو اُنکا خون اللہ کے نام کا کعبہ کو لگا دیتے تھے، یا بتوں کو خون اور گوشت سے لتھیڑ دیتے تھے۔ جب وہ لوگ مسلمان ہوئے تو اُنہوں نے اسلام لانے کے بعد بھی کعبہ کے اوپر قربانیوں کا خون ملنے کی رسم جاری کرنی چاہی، اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کرکے اس رسم کی ممانعت کر دی۔

مسئلۂ قربانی میں یہ آیت بیشمار معانی غور کرنے والے کو بتاتی ہے اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے وہ تو صرف انسان کی پاکبازی اور پرہیزگاری چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی حرص۔ طمع۔ نخوت۔ خود پسندی۔ خود غرضی اور تمام خواہشات نفسانی کو خدا کی راستہ

ہرگز نہ کرنی چاہیئے، بلکہ اس کی قربانی صرف یہی ہے کہ اپنے بال مُنڈوالے۔ ناخن کٹوالے کہ خدا کے نزدیک یہی اعمال قربانی کے قائم مقام ہوجائیں گے۔

اس حدیث سے زیادہ دودھ دینے والے جانور کی قربانی کی ممانعت اور کیا ہوسکتی ہے۔ مسلمانوں کو اسپر غور کرکے گائے کی قربانی ترک کردینی چاہیئے کہ وہ دودھ دینے والی چیز ہے۔

ایک اور آیت

سورۂ نحل پارہ ۱۴ میں ارشاد ہے۔ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ **ترجمہ** (اور چوپائے جانور، پیدا کیا اُن کو تمہارے واسطے۔ ان کی (اون) میں جاڑے سے محفوظ رہنے کا سامان ہے اور (اسکے علاوہ دوسرے) منافع ہیں اور ان ہی میں سے بعض کو تم کھاتے ہو)

اس آیت قرآنی میں بھی اللہ تعالےٰ نے جانوروں کی اون اور دودھ گھی وغیرہ منافع کو مقدم رکھا اور گوشت کھانے کو آخر میں بیان کیا جو دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالےٰ جانوروں کے دودھ وغیرہ فائدوں کو اُن کے گوشت کھانے سے زیادہ قابل توجہ تصوّر فرماتا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس بات کا کہ دودھ دینے والے جانور گائے وغیرہ کو ذبح نہ کرنا چاہیئے بلکہ اُس کے دوسرے منافع حاصل کرنے مناسب ہیں۔

سوار ہونا مقدّم ہے اور کھانا موخّر

پھر سورۂ مؤمن پارہ ۲۴ میں ارشاد ہوا کہ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ۔ (وہ اللہ جس نے مہیا کیے تمہارے لیے چوپائے تاکہ سوار ہو تم اُن میں سے بعض پر اور بعض کو اُنہیں سے کھاتے ہو)۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالےٰ نے چوپائے جانوروں کی سواری کا پہلے ذکر فرمایا اور اُن کے گوشت کھانے کا بعد میں، اس سے بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ چوپائے جانوروں کے اس فائدہ کو مقدم رکھنا چاہتا ہے کہ اُنکو سواریوں کے کام میں لایا جائے اور گوشت کھانے کے فائدہ کو موخر کردیا۔

گائے کے بچھڑے بھی بیلوں کی صورت میں ہماری مختلف سواریوں میں کام آتے ہیں، اس واسطے ہم کو سواری کرنیکے

اندیشہ کے بعد صلح کی تجویز ٹھہری اور صلحنامہ کی شرطیں لکھی جانے لگیں تو حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے لکھوایا

هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله فقالوا لا نقربها فلو نعلم انك لرسول الله

مامنعناك لكن انت محمد بن عبد الله قال انا رسول الله وانا محمد ابن عبد الله

ثم قال لعلى امح رسول الله قال لا والله لا امحوك ابدا فاخذ رسول الله

صلے الله عليه وسلم الكتاب، فكتب هذا ما قاضى عليه محمد بن عبد الله

ترجمہ (یہ اس صلحنامہ کی شرائط ہیں جنپر محمد رسول اللہ نے فیصلہ کیا، پس کہا کفار نے ہم لفظ رسول اللہ کا اقرار نہیں کرینگے۔ اگر ہم جانتے ہوتے کہ تم رسول اللہ ہو تو تم کو مکہ میں آنے سے نہ روکتے۔ لیکن تم محمد ابن عبد اللہ ہو۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور میں محمد عبد اللہ کا بیٹا بھی ہوں۔ پھر حکم دیا حضرت علیؓ کو۔ مٹا دو رسول اللہ کا لفظ۔ عرض کی حضرت علیؓ نے۔ نہیں خدا کی قسم میں کبھی آپ کے نام کو نہیں مٹاؤں گا۔ اسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرائط نامہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور خود اپنے ہاتھ سے " رسول اللہ " کا لفظ مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھوا دیا۔

دوسری روایت اسی بخاری میں اسی واقعہ کے متعلق ہے کہ جب صلحنامہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی گئی تو کفار نے اس کی بھی مخالفت کی اور آنحضرت نے صلح کی خاطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ترک کر دیا اور نہ لکھا۔

ان دونوں باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شر اور فساد مٹانے کو اور صلح و آشتی بڑھانے کو لفظ رسول اللہ تک کو کاغذ سے جدا کرنا قبول فرمالیا۔ حالانکہ رسول اللہ وہ لفظ ہی جو تمام دین اسلام کی اصلی بنیاد ہے۔ ایسے ہی صلح کی خاطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تحریر بھی ترک کر دی گئی تو کیا آجکل کے مسلمان معاذ اللہ اللہ کے رسولؐ کی مصلحت پسندی کے خلاف چلنا چاہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے تو صلح اور امن کی خاطر لفظ رسول اللہ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ترک کر دیا۔ اور ہندوستانی مسلمان ہندوؤں سے صلح اور محبت کی خاطر ایک جانور کی قربانی بھی ترک نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے صاف سینہ اور حکمت امن پسندی عطا فرمائی ہے وہ اپنے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طرزِ عمل کی بخلوص خاطر پیروی کرینگے اور مصلحت امن کے خیال سے گائے کُشی کے خیال کو بھی پاس نہ آنے دینگے۔

میں قربان کرے۔ یہ نہیں کہ بے زبان جانوروں کو تو چھری سے کاٹ کاٹ کر ڈھیر لگا دیا جائے اور خود اپنے نفس کے بکرے اور دُنبے کو شیطنت اور فرعونی تکبر کا چارہ کھلا کھلا کر زندہ رکھا جائے۔

نفس اور اُسکی خواہشات کی قربانی

سورہ کوثر میں اسکی تائید فرمائی گئی ہے۔ ارشاد ہوا۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (تحقیق عطا کی ہمنے تم کو کوثر۔ پس نماز پڑھو اپنے پروردگار کی اور قربانی کرو۔)

بعض درویش مفسروں نے اس قربانی کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے نماز کے حکم کے ساتھ ہی بیانیہ واؤ سے قربانی کو پیش کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ خواہشات نفسانی اور تمام خود پرستیوں کو قربان کرکے نماز پڑھو اسواسطے فرمایا کہ پروردگار کی نماز پڑھو اور قربانی کرو یعنی خواہشات نفس کو قربان کرکے نماز پڑھو۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ قربانی کرنے میں نفسانی ضد کو بیچ میں نہ آنے دیا کریں، اللہ تعالےٰ کو یہ منظور نہیں ہے کہ قربانی کا نام لیکر مسلمان زمین پر جھگڑے اور فساد کا باعث بنیں۔ اگر گائے کی قربانی میں انسانوں میں باہمی نزاع اور عناد پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو گائے کی قربانی چھوڑ دینی چاہیئے اور اس کے بدلے دوسرے جانوروں کو قربان کر دینا چاہیئے۔

صلح کے لیئے اُصول مذہب کا ترک

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ گائے کی قربانی ہمارا مذہبی مسئلہ ہے اور اس کو ہم ہندوؤں سے صلح کرنے کی خاطر ترک نہیں کر سکتے اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ اوّل تو گائے ہی کی قربانی واجب نہیں ہے اور اس کے عوض دوسرے جانور قربان کر دینے سے یہ سُنّت ابراہیمی ادا ہو سکتی ہے۔ اور اگر بالفرض گائے کی قربانی اُصول مذہب میں بھی شامل ہوتی تب بھی صلح و امن کی وجہ سے اس کا ترک جائز ہو سکتا تھا کیونکہ اسکا ثبوت سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب کفار مکہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ سے روکا اور ایک خونریز جنگ کے

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ نَحَرَ جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَۃً

(تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینہ میں تو قربانی کی اونٹ کی یا گائے کی) اس روایت میں راوی کو پورا یقین نہیں ہے کہ قربانی کا جانور اونٹ تھا یا گائے۔ البتہ ایک اور روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلعم حرار میں پہنچے جو مدینۂ منورہ سے مشرقی جانب تین میل پر ایک موضع ہے تو لوگوں کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ ذبح کی گئی اور لوگوں نے اُسکا گوشت کھایا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اجازت سے دوسروں نے ہی قربانی کی اور دوسروں نے ہی اُسکا گوشت کھایا۔

عورتوں کی طرف سے ایک مرتبہ گائے کی قربانی کرنے کی جو حدیث اوپر بیان کی گئی ہے وہ حضرت جابرؓ سے مسلمؒ نے اور ابو داؤدؒ نے بھی روایت کی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ سے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اُسے نقل کیا ہے، ان سب حدیثوں کو ملاکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلعم نے اپنی عورتوں کی طرف سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا ایک گائے ذبح کی اور بس سوائے اس ایک حدیث کے جس سے خود آنحضرتؐ کا گائے ذبح کرنا ثابت ہوتا ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو کہ آنحضرتؐ نے سوائے اس موقع کے اور بھی کبھی اپنے ہاتھ سے گائے ذبح فرمائی ہو۔ بلکہ دوسروں کو آپ کی اجازت بھی صرف ایک ہی حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔ البتہ اس کے متعلق کئی حدیثیں ملتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے گائے اور اونٹ میں سات آدمیوں کو شریک ہوکر قربانی کرنے کی اجازت دی۔

اب غور طلب یہ مسئلہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اونٹ تو ایک وقت میں دو دو سو قربانی کیے مگر گائے ساری عمر میں صرف ایک مرتبہ ذبح فرمائی اور وہ بھی اپنی طرف سے نہیں بلکہ عورتوں کی طرف سے تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گائے کی قربانی کو اتنا ضروری نہ سمجھتے تھے اور اس قدر اصرار اُن کو اُس پر نہ تھا جتنا آجکل ہندوستان کے بعض مسلمانوں کو ہے، باوجود تلاش بسیار کے یہ ثابت نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی کبھی گائے کا گوشت رغبت سے تناول فرمایا ہے۔ حالانکہ اونٹ اور بھیڑ بکری دُنبے وغیرہ کے گوشت کھانے کی بہت سی روایتیں موجود ہیں، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا اور آپ چشمِ نبوت سے سیکڑوں برس کے بعد آنیوالی حالت کو ہندوستان میں دیکھ رہے تھے اور جانتے تھے کہ

صحیح بخاری کتاب الحج باب فضل مکہ میں ایک حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کئی طریقوں پر روایت ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :- اے عائشہ تو جانتی نہیں کہ تیری قوم یعنی قریش نے جب خانۂ کعبہ کو بنایا تو آثار ابراہیمی سے کچھ کم کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اب آپ دوبارہ آثار ابراہیمی پر کعبہ کو کیوں نہیں بنوا دیتے؟ حضورؐ نے فرمایا اگر تیری قوم نومسلم نہ ہوتی تو میں ضرور ایسا ہی کرتا

دوسری روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے آپ سے عرض کیا کہ دیوار حطیم بیت اللہ میں ہے؟ فرمایا کہ ہاں بیت اللہ میں ہے۔ اس پر عائشہؓ نے عرض کیا قریش نے اتنا ٹکڑا کیوں بیت اللہ میں داخل نہیں کیا؟ حضورؐ نے فرمایا تیری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا اس واسطے اتنا ٹکڑا بیت اللہ کے باہر رہ گیا۔ پھر فرمایا کہ اگر تیری قوم نومسلم نہ ہوتی تو میں کعبے کو ڈھا دیتا اور پھر از سر نو آثار ابراہیمی پر اس کو بنواتا۔ مگر مجھے اندیشہ تھا کہ ان نومسلم لوگوں کے دل کہیں منکر نہ ہو جائیں۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ مصلحت وقت کا خیال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنا تھا کہ حضرت نے کعبے کی تکمیل محض اس وجہ سے نہ فرمائی کہ نا سمجھ اور جاہل لوگ ایمان و اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں، تو کیا ہندوستان کی امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سید کی اس مصلحت پسندی کو تقلید کے لیے مثال اور نمونہ تسلیم نہ کرے گی؟ مجھے یقین ہے کہ ضرور کرے گی اور ہندوستان کے امن کی خاطر اور ہمسایہ قوم کی دل شکنی اور دل آزاری کی وجہ سے ہر مسلمان گائے کُشی کو بند کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی بار گائے کی قربانی کی

احادیث رسول اللہ صلعم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ گائے کی قربانی فرمائی ہے اور وہ بھی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنی عورتوں کی طرف سے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے :- ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نسائہ بالبقر (قربانی کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عورتوں کی طرف سے گائے کی۔)

دوسری روایت صحیح بخاری میں جابر ابن عبداللہ سے ہے۔

ان تحریروں اور تقریروں سے بت پرستوں میں گائے کی پوجا کا ذوق و شوق پہلے سے بھی دگنا تگنا بلکہ آٹھ گنا ترقی کر رہا ہے اور جوں جوں اس بت پرستی میں ترقی ہوتی ہے اس تمام شرک کے گناہ اُن حضرات کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں جو گائے کے بت توڑنے کا غل مچا مچا کر بت پرستوں کو جوش میں لاتے ہیں۔

قصہ مختصر گائے کی قربانی یا گائے کُشی یقیناً اس قابل ہے کہ مسلمان اس کو چھوڑ دیں اور اس کے عوض دوسرے جانوروں کی قربانیاں کریں، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے خیر الاضحیۃ الکبش "سب سے بہتر قربانی دُنبہ کی ہے"

یہ جو کہا جاتا ہے کہ قربانی شعائرِ اسلام میں ہے تو اس کو ہم کیسے چھوڑ دیں، یہ بالکل غلط خیال ہے گائے کی قربانی ہرگز ہرگز شعائرِ اسلام میں داخل نہیں ہے، البتہ صرف قربانی شعائرِ اسلام میں ہے، مگر اس کی ترک کی کوئی صلاح نہیں دے سکتا، میری درخواست از روئے شرع شریف یہی ہے کہ گائے کی اور صرف گائے کی قربانی ترک کر دی جائے کیونکہ اُس کے ترک سے دین میں کسی طرح کا رخنہ پیدا نہیں ہوتا یعنی نفس قربانی کی مخالفت کوئی نہیں کرتا جو صاحب نصاب ہو وہ بھیڑ۔ بکرے۔ اونٹ دُنبے کی قربانی کرسکتا ہے۔ کلام فقط اسی میں ہے کہ گائے کی قربانی ترک کر دی جائے۔

اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ سرے سے قربانی ہی بند کر دینی چاہیئے تب تو یہ جواب دیا جاسکتا تھا کہ چونکہ قربانی شعائرِ اسلامی ہے اس واسطے ہم اس کو ترک نہیں کرسکتے۔ مگر جبکہ کوئی شخص قربانی کو بند کرنے کی خواہش نہیں کرتا بلکہ صرف گائے کی قربانی کی بندش چاہتا ہے تو اس میں شعائرِ اسلامی کی بندش نہیں ہوتی ہے، کیونکہ گائے کی قربانی شعائرِ اسلامی نہیں ہے بلکہ محض قربانی شعائرِ اسلام میں ہے۔ اگر گائے کی قربانی نہ کی جائے اور محض بھیڑ بکرا۔ دُنبہ وغیرہ اس کے عوض قربانی کر دیا جائے تو شعائرِ اسلامی ادا ہو جائے گا اور گائے کی قربانی کا ترک شعائرِ اسلام میں ہارج نہ ہوگا۔

علمائے دین اس نکتہ چینی کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور جن موافق یا مخالف مولوی صاحب سے بھی چاہے پوچھ لو کوئی شخص یہ دعوے نہیں کرسکتا کہ صرف گائے کی یا کسی اور مخصوص جانور کی قربانی کرنا شعائرِ اسلام ہے بلکہ وہ جواب دینگے کہ محض قربانی شعائرِ اسلام میں ہے، خواہ وہ کسی جانور کی بھی ہو اُن جانوروں میں سے جن کی قربانی جائز کی گئی ہے۔

ہندوستان میں میری اُمت کو ایک دن گائے کشی کا جھگڑا پیش آنا ہے اس واسطے حضور نے پہلے سے اپنا طرزِ عمل ایسا دکھا دیا جس سے گاؤکشی کا ترک آسان ہو جائے۔

سب سے بڑے حیلے کا جواب

گائے کی قربانی کے سلسلے میں یہ حیلہ بہت زبردست پیش کیا جاتا ہے کہ غریب مسلمان بکرے خریدنے کی حیثیت نہیں رکھتے اس واسطے وہ گائے کی قربانی کرتے ہیں، کیونکہ بکرا ایک آدمی کو کرنا پڑتا ہے اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، گویا یہ دلیل جوازِ قربانی گاؤ کے لیے سب سے بڑی سپر سمجھی جاتی ہے، حالانکہ اس کی تردید خود اسی کے اندر موجود ہے، اور وہ یہ ہے کہ کم حیثیت پر قربانی واجب ہی نہیں ہے، یعنی جو شخص اتنی بھی حیثیت نہ رکھتا ہو کہ بکرا خرید کر قربانی کر سکے اُس کو قربانی کرنا واجب نہیں ہے اس واسطے کہ شریعت نے قربانی کرنے کے لیے نصاب مقرر کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس آدمی کے پاس تمام ضروریاتِ زندگی یعنی کھانے، کپڑے اور رہنے سہنے کی ضروریات سے بچا ہوا فالتو روپیہ اتنا ہو جس کی تعداد باون تولہ چاندی یعنی چھپن روپیہ تک پہنچتی ہو یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو، پس جس شخص کے پاس نصاب نہ ہو یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا موجود نہ ہو اُس پر قربانی ہرگز ہرگز واجب نہیں، پھر جو لوگ ناداری اور مفلسی کو گائے کی قربانی کا حیلہ قرار دیتے ہیں تو شریعت کے دربار میں یہ حیلہ کیونکر مقبول ہو سکتا ہے، ایسے مفلسوں پر تو قربانی واجب ہی نہیں ہے، تو کیا ضرورت ہے کہ وہ گائے کی قربانی میں شرکت کا قصد کریں۔

گائے کی بُت شکنی!

آج کل بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ ہندو گائے کو دیوتا سمجھتے ہیں پس اگر اس کی قربانی یا ذبح سے احتیاط کی جائے گی تو شرک و بُت پرستی کی اعانت ہوگی اس واسطے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ گائے کشی ترک نہ کریں اور گائے کے بُت کو توڑنا ضروری سمجھیں۔ میں ادب کے ساتھ یہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ گائے کو بُت سمجھ کر کاٹتے ہیں وہی درحقیقت ہندوستان میں بُت پرستی اور شرک کی امداد کا کام کر رہے ہیں کیونکہ اُن کی

جائے تو یہ عقیدہ انسانی خیالات کو بلند اور ارفع کرنے والا بھی ہے، مگر دوسروں کا تو کیا ذکر ہم ہندو ہی آج کل گئوؤں اور بچھڑوں کی حفاظت کے سوال پر بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دُنیا کے کسی ملک میں بھی مویشی کی حالت اتنی زار نہیں جیسی ہندوستان میں ہے، انگلستان کے لوگ گائے کا گوشت کھاتے ہیں، مگر اس کے باوجود وہاں ایک بھی ہے، مگر دوسروں کا تو کیا ذکر، ہم اسطرح پوست کے اندر نئی کلی ہوئی ہوں جیسے ہندوستان میں۔ ہم نے گئو رکھشا کے لیے گئوشالے اور پنجرا پول کھول رکھے ہیں مگر اُنکا انتظام نہایت ناقص اور حالت نہایت خراب ہے۔

لازم تو یہ تھا کہ ان سے مویشی کو فائدہ پہنچتا اور اُن کی بہتری کی صورت پیدا ہوتی، مگر حالت یہ ہے کہ جن گئوؤں کا کوئی والی وارث نہ ہو اُنہیں آخری دم توڑنے کے لیے ان مقامات میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں انگریزوں کے لیے آئے دن سیکڑوں گئوئیں ذبح ہوتی ہیں، مگر ہمیں اُن پر اتنا گلہ نہیں جس قدر اُن امیروں، رئیسوں اور راجاؤں پر ہے جو اپنے انگریز دوستوں کے لیئے گائے کا گوشت مہیا کرتے ہیں، ہم اپنی کوششوں کی انتہا یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی گائے کسی مسلمان کے پاس نہ رہے۔ ظاہر ہے کہ گئو رکھشا کا یہ طریقہ نہایت ناقص اور بالکل اُلٹا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی بدولت ہندو مسلمانوں میں جھگڑے فساد ہوتے رہتے ہیں۔

میری رائے میں اس ذریعہ سے اتنی گئوئیں ماری گئی ہیں جتنی اُس صورت میں ہرگز تلف نہ ہوتیں اگر ہم اپنے کام کو صحیح طریقہ سے شروع کرتے۔ اس کا آغاز خود ہندوؤں سے ہونا چاہیئے تھا۔ اور اب بھی ہونا چاہیئے اور اس سلسلہ میں ہمارا فرض ہے کہ سارے مُلک میں گئو رکھشا کا پرچار کرتے ہوئے اس بارے میں مفید لٹریچر شائع کریں کہ مویشی کے ساتھ رحم اور نرمی کا سلوک ہونا چاہیئے اور جابجا ایسی ڈیریاں گئوشالے اور پنجرا پول قائم ہونے چاہئیں جو سائنٹیفک اُصول پر چلائے جائیں۔ اِسکے بعد ہمیں انگریزوں میں بھی اس بات کا پرچار کرنا چاہیئے کہ وہ گائے کا گوشت کھانا ترک کریں، یا کم از کم غیر مُلکوں کے آئے ہوئے گوشت پر اکتفا کریں۔ اس کے علاوہ ہمیں ہندوستان سے مویشی کی برآمد بھی رُکوانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور ساتھ اس فکر میں لگے رہنا چاہیئے کہ ملک میں

منقولات

ذیل میں چند تحریریں نقل کی جاتی ہیں جن کا تعلق ترک گاؤکشی سے ہے :-

جناب مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کی رائے گاؤکشی کے مسئلہ میں

بقرعید کا زمانہ بہت قریب ہے مجھکو یقین ہے کہ برادران اسلام کو اُس رزولیوشن کا ضرور خیال ہوگا جسکو اُنہوں نے گرمجوشی سے اور بالاتفاق امرتسر کے جلسۂ مسلم لیگ میں قربانیٔ گاؤ کے متعلق پاس کیا تھا۔ مجھکو یہ بھی اُمید ہے کہ اُن کو اچھی طرح سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ رزولیوشن کسی طرح سے اسلام کے مذہبی اُصول کے خلاف نہیں ہے، جسکی تصدیق مولوی عبدالباری صاحب اور ۱۰۱ علمائے افغانستان کے فتوے سے ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں برادرانِ اسلام کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اُن کے ہندو برادرانِ وطن کس قدر انہماک سے اُن کی خالص مذہبی معاملہ یعنی تحریک خلافت میں ساتھ دے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ امر باعثِ خوشی ہے کہ امیر افغانستان اور ہز اگزالٹیڈ ہائینس نظام نے اپنے ملک میں گائے کی قربانی کی ممانعت کردی ہے۔

ان حالتوں کا لحاظ کرتے ہوئے میں اپنے برادرانِ اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر بالکل نہیں تو جہانتک ممکن ہوسکے کسی اور جانور کو آئندہ بقرعید کے موقع پر ذبح کریں، میں اپنے ہندو برادرانِ وطن سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ قربانیٔ گاؤ خود مسلمانوں کا ایک قومی سوال ہوگیا ہے، اور وہ مناسب طریقہ سے اُس کے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس واسطے ہندو اور مسلمان جماعتیں بیسکی اس شورہ پر اُسی طرح سے عمل کریں گی جیسا کہ میں نے اس اپیل میں لکھا ہے، اور وہ ایک قومی ثبوت اپنی باہمی نیک نیتی کا ایک دیرپا اتفاق سے دینگی جو باعث مُلک کی ترقی کا ہوگا۔

گئو رکھشا

"مہاتما گاندھی کے قلم سے"

گئو رکھشا کا سوال ہندوؤں کے لیے مذہبی اہمیت رکھتا ہے اور اس مذہبی تقدس سے اگر قطع نظر کرکے دیکھا

ہیں۔ میں اپنے ہندو بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ذرا صبر سے کام لیں۔ ہمارے مسلمان بھائی اسی طرح کر رہے ہیں جیسا اُنہیں کرنا چاہیئے تھا۔

میرے ہندو بھائی مولانا عبدالباری کے اس بیان کو دیکھیں کہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت میں مَیں اُس وقت تک کوئی امداد لینا منظور نہیں کر سکتا جب تک میں اپنے ساتھی مسلمانوں کو گئو رکھشا کے پرچار میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ مسلم لیگ کے گزشتہ اجلاس میں حکیم اجمل خاں نے باوجود زوردار مخالفت کے عیدوں کے موقع پر گئوئیں ذبح نہ کرنے کا رزولیوشن پاس کرایا۔ مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی نے گائے کا گوشت بالکل ترک کر دیا ہے۔ ہم ان مسلمان بھائیوں کے تہہ دل سے ممنون احسان ہیں۔ ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ انہیں اس مشکل سوال کو اپنے طریق پر حل کرنیکا موقع دیں۔

ہندوؤں کو میری نصیحت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی ضرورت کے وقت بغیر کسی معاوضہ کی اُمید کے مدد دو، پھر تم یقیناً گئو رکھشا کے سوال کو حل کر لو گے۔ اسلام بڑا شاندار مذہب ہے، اسپر اور اس کے پیرووں پر بھروسہ رکھو، اور جب تک خلافت کی تحریک جاری ہے کسی مسلمان کے ساتھ گئو رکھشا یا کسی اور مذہبی سوال پر بحث کرنا جُرم خیال کرو۔ پھر تمہارا کامیاب ہونا یقینی ہے۔

(دلیش لاہور)

اس حصّہ کا تیسرا ایڈیشن

جناب مولٰنا اشرفعلی صاحب تھانوی

کا تذکرہ کیوں خارج کر دیا گیا؟

خدا کا شکر ہے، یہ رسالہ تیسری بار شائع ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ دوسرا حصّہ بھی شامل کر دیا گیا ہے،

جب اس حصّہ اوّل کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو موجودہ عبارت سے دُگنی عبارت اُس میں تھی کیونکہ جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک رسالہ کا جواب بھی اُس کے ساتھ شائع ہوا تھا مگر اب وہ عبارت

دودھ کی بہم رسانی اور افراط کے طریقے سوچے جائیں۔

مجھے کامل یقین ہے کہ اگر ہم نے اس معاملہ میں صحیح راستہ اختیار کیا تو مسلمان ہمیں پورے طور سے مدد دیں گے۔ اور اگر ہم نے اس بات پر اصرار کرنا چھوڑ دیا کہ وہ اپنے تیوہاروں پر گئوؤں کی قربانی نہ کریں تو وہ خود بخود ایسا کرنا ترک کر دینگے۔ ہماری طرف سے سختی کے اظہار کا نتیجہ سوائے جھگڑے تکرار کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ زبردستی ہم نہ مسلمانوں سے اور نہ کسی اور فرقہ کے لوگوں سے اپنے مذہبی جذبات کا احترام کرا سکتے ہیں۔ البتہ اُن کے دلوں میں ہمدردی کا مادہ پیدا کرنے سے یہ سب کام بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے گئو رکھشا کو مسئلہ خلافت میں داخل نہیں کیا۔ میں ہندوؤں میں سب سے پکا ہندو ہوں، میں کسی انتہا درجہ راسخ الاعتقاد ہندو کی طرح گئوؤں کو قربانی سے بچانیکا خواہشمند ہوں لیکن ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے میں گئو رکھشا کو مسئلۂ خلافت کا حصہ بنانا نہیں چاہتا۔ مسلمان میرے ہمسائے ہیں۔ اُن پر آج کل مصیبت نازل ہے۔ اُن کی شکایات بالکل بجا ہیں، اور میرا سب سے بڑا فرض ہے کہ اپنی جان و مال کی پرواہ نہ کرکے اُن کی جائز شکایات رفع کرنے کی کوشش کروں۔ یا اُن کی کوشش میں مدد کروں۔ یہی طریقہ ہے جس پر ہندو مسلمانوں میں دوستی قائم رہ سکتی ہے۔ میں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں جو فطرتِ انسانی کو بے اعتمادی کی نظر سے دیکھتے ہیں اس لیے مجھے کامل یقین ہے کہ فریقِ ثانی کی طرف سے بھی دوستانہ رویّہ کا اظہار ہوگا۔ اگر کسی شخص کو مشروط امداد دی جائے تو وہ امداد نہیں کہلا سکتی۔

بہرحال اس کا مجھے یقین ہے کہ نتیجہ یقیناً گئو رکھشا ثابت ہوگا اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو اسکا میرے خیالات پر کچھ اثر نہ ہوگا کیونکہ دوستی اس اسپرٹ کا نام ہے جس میں بغیر کسی معاوضہ کی اُمید رکھے محبت اور قربانی کا ثبوت دیا جائے۔

میں دیکھتا ہوں کہ ہندوؤں میں اس سوال پر بےچینی سی پائی جاتی ہے۔ گئو رکھشا کے شوق میں ہم میونسپل کمیٹیوں کی معرفت اس بارے میں قوانین اور مسلمانوں کے جلسوں میں رزولیوشن پاس کرانا چاہتے

۷۸۶ هوالکل یا معین

ترکِ قربانی گاؤ

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزشتہ سال میں نے ترکِ قربانی گاؤ کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جو پندرہ ہزار کی تعداد میں دو بار چھپکر شائع ہوا اب دوسرا حصہ بھی شائع کیا جاتا ہے جس میں حسبِ وعدہ وہ مضامین جمع کیے گئے ہیں جن سے گائے کی قربانی ترک کرنے کی ضرورت احکام مذہب کے علاوہ دوسری باتوں سے بھی ہوتی ہے۔ مذہبًا تو پہلے حصہ میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن توریت، انجیل، زبور وغیرہ کی چند عبارتیں بعد میں احباب نے مہیا کیں۔ اس واسطے ان کو اس حصہ میں درج کیا جاتا ہے۔ حضرت مولینا عبدالحی صاحب کا فتوےٰ بھی اس مرتبہ شریک کیا گیا ہے۔

ہندو بھائیوں سے التماس

میں یہ حصہ شائع کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر اپنے ہندو برادرانِ وطن کو پہلے حصہ کی عبارت پر توجہ دلاتا ہوں، جس میں ان سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی طرف سے گائے کی قربانی ترک کرانے کے لیے جلد بازی یا ضد کا کوئی کام نہ کریں کیونکہ پھر اس کا ترک دشوار ہو جائیگا جبکہ خود مسلمان اس کے چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

افسوس ہے کہ پہلے حصہ کی درخواست پر ہندو حضرات نے اچھی طرح عمل نہیں کیا اور سال کے دوران میں برابر اخباروں میں چھپتا رہا کہ شہروں اور قصبوں کی میونسپل کمیٹیوں میں ہندوؤں نے گائے کُشی کے خلاف ریزولیوشن پاس کرائے اور گائے ذبح کرنا قانونًا بند کرانا چاہا۔ اور یہ کوشش مسلسل اب تک ہو رہی ہے۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہندو ایسا ہی کرتے رہے اور انہوں نے اس مسئلہ کو مسلمانوں کی ذاتی کوشش پر نہ چھوڑا تو گائے

کاٹ دیگئی۔ اور سندھ کا ایک فتوے بھی نکال دیا گیا کیونکہ اُس میں بعض غلطیاں تھیں۔

جناب مولانا اشرف علی صاحب کے اعتراض کا جواب اس لیئے درج نہیں کیا گیا اور اسواسطے اُسکو خارج کرنا ضروری سمجھا گیا کہ خود جناب مولانا نے خلافت اور گائے کی قربانی وغیرہ مسائل کی مخالفت کرنیکا ارادہ ترک فرما دیا ہے اور اپنے اُن تمام شاگردوں کو اس قسم کی مخالفت سے روک دیا ہے جو تردید کا مشغلہ رکھتے تھے بلکہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ جناب مولانا نے ایک خاص رسالہ کی سیکڑوں کاپیاں جلوادیں اور اُس کو شائع نہ کرنے دیا۔

مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ اشاعت کے موقع پر میرے قلم سے جناب مولانا کے رسالہ کی تردید میں ایسے الفاظ نکلے جو اُن کے بعض متوسلین کو ناگوار گزرے۔ مگر میں جناب مولانا اشرف علی صاحب کا مخالف نہیں ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور اُنکی ایک بڑی جماعت ہے، میرے دل میں اُنکی عزت ہے اور ذاتی اعتبار سے میں اُنکا مخالف نہیں ہوں میں نے جو کچھ لکھا اُسکی وجہ محض یہ تھی کہ اُن کی طرف سے قربانی گائے کے مسئلہ پر زور دیا گیا تھا اور میرے اس رسالہ کی مخالفت کی گئی تھی اور مسلمانوں کو گائے کی قربانی کرنے پر آمادہ کرنیکی شدومد سے رغبت دلائی گئی تھی، جسکا جواب دینا اور مسلمانوں کو غلط فہمی سے بچانا میرا فرض تھا اسواسطے مینے جواب لکھا اور جیسے سخت الفاظ میں میری تردید کی گئی تھی ویسے ہی الفاظ میں جواب لکھنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی تاہم میں نے زیادتی کو پسند نہ کیا، البتہ جناب مولانا کے چند عقائد کی تشریح کردی اور اسی سے جناب مولانا کے ماننے والوں کو رنج پہنچا۔ اور یہ خیال نہ کیا گیا کہ جناب مولانا کی طرف سے جو تحریر میرے خلاف شائع ہوئی تھی اُس سے بھی ہزاروں مسلمانوں کو رنج پہنچا تھا اور ملک کے اتحاد واتفاق کو صدمہ ہوا تھا۔

اب جبکہ جناب مولانا نے اپنی روش بدل لی اور مخالفت و تردید کا دروازہ بند کردیا میں بھی سابقہ اشاعت کی عبارت کو خارج کرتا ہوں کہ میں خواہ مخواہ رنجش پیدا کرنے کو گناہ جانتا ہوں، اُمید ہے کہ آئندہ جناب مولانا اور اُنکے شاگرد ایسے مضامین سے احتیاط فرمائینگے جو ملک کے اتحاد کو نقصان رساں ہوں اور اپنا وہی اصلاحی کام جاری رکھینگے جو پہلے جاری تھا اور جسمیں ملک کی جمہور رائے کی علانیہ مخالفت کو سرکار نتھا

ہندو مسلمانوں سے درخواست

ہے کہ وہ اس رسالہ کو بے پڑھے لوگوں کو سامنے پڑھکر مطلب سمجھائیں تاکہ وہ ضد اور جوش سے باز رہیں، اور گائے کی قربانی پر اصرار نہ کریں کہ اسلام لڑائی جھگڑا اور ضد کے کاموں سے مسلمانوں کو منع فرماتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں اس رسالہ کے مضامین سے لوگوں کے خیالات کی اصلاح ہو اُسکی کیفیت سے مجھے مطلع کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکو شائع کیا جاسکے۔ میرا پتہ یہ ہے:- حسن نظامی دہلی

رواج گاؤکشی سے چونکہ توہین مذہب ہنود ہے اور رنج دہی و دل آزاری ہمسایہ مقصود ہے
ایسی صورت میں اس قول کو مرعی رکھنا پر ضرور ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبرست — از ہزاراں کعبہ یک دل بہترست
دل گزرگاہِ جلیلِ اکبرست — کعبہ بنگاہِ خلیلِ آذرست

ہم اہلِ اسلام کو لازم ہے کہ دل آزاری سے باز رہیں اور بنی آدم پر جور وجفا کو ناروا تصور کر کے بعض شخصوں کو جو ایسے فعل کے مرتکب ہوتے ہیں باز رکھنے کے واسطے کوشش بلیغ کریں۔ گاؤکشی کوئی امر مذہبی اہلِ اسلام کا نہیں ہے۔ ایسی صورت میں فعل عبث کے ارتکاب سے باز رہنا انسب ہے۔

راقمان فتوٰے ھذا

ابو الحسنات محمد عبد الحی۔ محمد عبد الوہاب۔ ابو الحیا محمد عبد الحمید۔ قاضی سید محمد حسن

چند دلیلیں

(۱) گاؤکشی اسلام کے شعار میں سے نہیں۔ فتاوٰے ہمایونی جلد اول کتاب المتفرقات صفحہ ۳۰۷ "گاؤکشی از شعار اسلام نیست کہ خواہ مخواہ اظہار آں از ضروریات باشد چنانچہ اذان و جمعہ و اعیاد۔"

(۲) گائے کی قربانی نہ کرنے سے دینِ اسلام میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی۔ فتاوٰے ہمایونی جلد اول کتاب المتفرقات صفحہ ۳۰۷۔ مولوی عبد الحی در فتاوی خود میگوید کہ نہ قربانی کردن گاؤ باعث فتوٰے نیست۔

(۳) ایک آدمی کی طرف سے ایک دُنبہ یا ایک بکرا سالم واجب ہے اور گائے کا فقط ساتواں حصہ واجب ہے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق الزیلعی جلد سادس صفحہ ۳۔

(۴) گائے کے ساتویں حصہ سے بلکہ تمام گائے سے دُنبہ اور بکرے کی قربانی افضل ہے۔ رد المحتار جلد خامس صفحہ ۲۲۶۔

کی قربانی کبھی بند نہ ہو سکیگی۔ کیونکہ میں لکھ چکا ہوں کہ جب کسی مباح مسئلہ کو کسی دوسری قوم کی طرف سے جبراً روکا جائے تو پھر اُس کا جاری کرنا اور جاری رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہو جاتا ہے۔ پس اگر اس معاملہ میں جبر کیا گیا تو ممکن ہے کہ بجائے ترک کرنے کے اور زیادہ گائے کی قربانیاں ہونے لگیں۔ لہٰذا جیسے کہ مہاتما گاندھی نے ہندوؤں سے اپیل کی ہے میں بھی التماس کرتا ہوں کہ وہ خاموش رہیں۔ مسلمانوں کے علماء اور لیڈر خود ہی رفتہ رفتہ گائے کی قربانی بند کرا دینگے۔ ورنہ میری اور تمام خادمانِ ملک کی یہ کوشش رائگاں جائیگی اور "دوسری بات" اور ہے جس کی طرف ہندوؤں کو توجہ کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان تو گائے کی قربانی آہستہ آہستہ کم کرتے جاتے ہیں اور ایک دن بالکل ترک کر دینگے مگر خود ہندو اقتصادی حیثیت سے گائے کشی کر رہے ہیں۔ ان کی گائے سے ہمدردی صرف مسلمانوں کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ ورنہ عملاً وہ گائے کی حفاظت اور ترقیٔ نسل کا کوئی باقاعدہ بندوبست نہیں کرتے۔ اس کتاب میں بھی اس کے اشارے موجود ہیں اور مہاتما گاندھی نے بھی بار ہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ جب تک ہندو ان تجاویز پر عمل نہ کریں گے جو حفاظتِ گائے کے لیے اس کتاب میں درج ہیں ان کو مسلمانوں سے ترکِ قربانی کا مطالبہ کرنا زیب نہیں دیگا۔

بہرحال میں نے تو اپنا فرض ادا اور اپنا وعدہ پورا کر دیا اور یہ دوسرا حصہ بھی شائع کرتا ہوں۔ مگر اصل کام ہندوؤں کے ذمہ ہے۔ انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ہماری یہ کوششیں سراسر فضول ثابت ہوں گی۔

راقم حسن نظامی دہلوی

مذہبی دلائل کا بقیّہ ایک فتوے

مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی جن کے نام سے ہندوستان کا بچّہ بچّہ واقف ہے اور جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم اور فقیہ گزرے ہیں گائے کی مخصوص قربانی کے متعلق حسبِ ذیل فتوے دیتے ہیں:۔

"گاؤکشی واجب نہیں۔ تارک اس کا گنہگار نہ ہوگا۔ جو شخص اس کا گوشت نہ کھاتا ہو اور نہ ذبح کرتا ہو اس کے اسلام میں فرق نہیں آئیگا بلکہ بقصدِ ازالۂ فتنہ گاؤکشی نہیں ہوتی جائے چنانچہ اس مقام پر جہاں فتنہ و شر کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولیٰ ہے۔ ہاں قربانی اونٹ کی جائز اور مباح ہے۔

ناخوش تھا۔" (زبور باب ۷۸ آیت ۱ تا ۴)

ایک دوسری جگہ زبور میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیرے گھر کا بیل نہ لوں گا تیرے باڑے کا بکرا کہ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے جاندار ہزار در ہزار۔ میں پہاڑ کے سارے پرندوں سے آگاہ ہوں اور دشتی چرندے میرے ہیں۔ اگر بھوکا ہوتا تو تجھ سے نہ کہتا کہ دنیا اور اس کی آبادی میری ہے کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں۔ یا بکروں کا لہو پیتا ہوں (باب ۵۰)۔

توریت میں ہے کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ تو اپنے ہاتھ کی مشقت سے زمین کی پیداوار کھائیگا توریت کے یہ الفاظ ہیں کہ "تو کھیت کی پیداوار کھائیگا تو اپنے منھ کے پسینہ سے روٹی کھائیگا" (توریت کتاب پیدائش ۳ باب ۱۸ و ۱۹ آیت) اس سے ثابت ہے کہ خدا نے تاسکر گائے بیل کو انسان کی پرورش کے واسطے پیدا کیا ہے بیلوں کو بونے جوتنے وغیرہ کے لیے اور گایوں کو دودھ و گھی وغیرہ کے واسطے۔ نہ اس لیے کہ ان کا گوشت کھایا جائے اور غلہ اور دودھ دنیا سے مفقود ہو جائے۔ خدا نے انسان کی ابتدا اس کی ماں کے دودھ پر منحصر کی ہے اور اس کی انتہا گائے کے دودھ پر منحصر کی ہے کیونکہ ابتدا میں اس کے دانت ہوتے ہیں نہ انتہا میں۔

انجیل میں ہے کہ میں قربانی کو نہیں بلکہ رحم کو چاہتا ہوں (انجیل متی ۹ باب ۱۳)۔ انجیل میں ایک دوسری جگہ مرقوم ہے کہ "تو گوشت نہ کھا۔ شراب نہ پی اور ایسا کام نہ کر جس سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے۔ یعنی بدگمان ہو" (رومیوں کا ۱۴ باب ۲۱)

قرآن میں ہے "ہرگز نہ پہنچے گا خدا کو گوشت قربانیوں کا نہ لہو ان کا۔ لیکن پہنچے گی اس کو پرہیزگاری تمہاری۔

مسلمان بادشاہوں کا طرزِ عمل
گائے کشی کی نسبت

یہ خیال کہ گائے کی نسل بڑھانے سے ملک زیادہ آباد ہوتا ہے صرف ہمارے ہی دل میں پیدا نہیں ہوا بلکہ بعض مسلمان بادشاہوں نے بھی گائے ذبح کرنے کی ممانعت کی ہے۔ چنانچہ مشہور اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے

(۵) دُنبہ یا بکرا سارے کا سارا قربانی میں بلا اختلاف واجب ہے اور گائے کی قربانی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ساتواں حصّہ واجب اور باقی نفل ہے۔ لہٰذا اختلاف سے بچنے کی صورت میں بھی گائے کی قربانی سے دُنبے اور بکرے کی قربانی افضل ہوئی۔ ردالمحتار حاشیہ درالمختار جلد خامس صفحہ ۲۲۶۔

(۶) جب دُنبہ اور بکرا گائے کی قربانی سے افضل ٹھہرا تو ثواب بھی زیادہ دنبہ اور بکرے ہی کی قربانی میں ملیگا ردالمحتار حاشیہ درالمختار صفحہ ۲۳۴۔

جب گاؤکشی اسلام کے شعار میں سے نہیں اور گائے کی قربانی نہ کرنے میں دینِ اسلام میں بھی کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی اور شرعاً گائے کی قربانی سے دُنبے اور بکرے کی قربانی افضل اور ثواب میں بھی زیادہ ٹھہری تو مسلمانوں کو ایسے نازک وقت میں کیا چیز مانع ہو گی۔ وہ اپنے برادرانِ وطن کی خاطر جو مسئلہ خلافت میں مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑے ہو کر پوری طرح دلی ہمدردی ظاہر کر رہے ہیں گائے کی قربانی کی بجائے دُنبوں اور بکروں کی افضل قربانی نہ کریں۔

قربانی اور کتبِ آسمانی

حضرت اسمٰعیلؑ کے پہلے صحیفہ میں ہے "کیا خداوند سوختنی قربانیوں سے خوش ہوتا ہے یا اس سے کہ اُس کا حکم مانا جائے۔ دیکھ کہ حکم ماننا قربانی چڑھانے سے بہتر ہے" (باب ۲۲)

زبور میں ہے "خداوند یوں فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی۔ وہ گھر کہاں ہے جسے میرے لیے بنانا چاہیے۔ میری آرام گاہ کہاں ہے۔ یہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں اور یہ سب موجود ہیں" خداوند فرماتا ہے "میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا جو غریب اور شکستہ دل ہے اور میرے کلام سے کانپ جاتا ہے۔ اور جو بیل ذبح کرتا ہے اُس کے مانند ہے جس نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ جو ایک برّہ قربانی کرتا ہے اُس کے مانند ہے جس نے ایک کتّے کی گردن کاٹی۔ جو ہدیہ چڑھاتا ہے وہ ایسا ہے کہ اُس نے سؤر کا لہو گزرانا۔ جو یادگار کے لیے لوبان پیش کرتا ہے اُس کے مانند ہے جس نے بُت کو مبارک کیا ہے۔ ہاں اُنہوں نے اپنی اپنی راہیں چُن لیں، اور اُن کے جی قابلِ نفرت چیزوں سے مسرور ہیں۔ میں بھی اُن کے لیے مصیبتوں کو چُن لونگا اور جن سے وے ڈرتے ہیں اُنھیں اُن پر ڈالونگا۔ اُنہوں نے میری آنکھوں کے آگے شرارت کی اور اُس بات کو اختیار کیا جس سے میں

ممنوع آمده است پس اہلِ دین وشارعانِ شریعتِ متین را بریں عمل باید کرد وآں اینست۔

اوّل قاطع الشجر (یعنی بریدن درخت سبز) وثانی بائع البشر (یعنی فروختن فرزندِ آدم) وثالث ذابح البقر۔ (یعنی کردن گاؤ کشی) بسیار ممنوع است۔ ہر کسے کہ خواہد کرد بلاشک بدوزخ خواہد رفت۔ ورابع حرام (یعنی حرامکاری از زنِ نکاحی یا متاعی کسِ دیگر۔ ہر کس از وے جماع خواہد کرد بلاشک بدوزخ خواہد رفت۔ صریح از قرآن مجید ثابت شدہ دریں باب آیتِ قرآنِ مجید است۔ حدیث این ست درباب ذبح کردن مادہ گاؤ شیردار۔ مجتنب ذات اللہ۔

العبد
نویسانیدہ ایں دستخط خاص
روبروئے خود بزبان فرمود
محمد محفوظ اللہ عفی اللہ
دستخط خاص حضور محفوظ اللہ صاحب

محمد شاہ غازی
شاہ عالم بادشاہی
سید عطا خان فدوی

داروغہ آتش خانہ
حضور پرنور یعنی داروغہ درباب
کشتن یعنی ذبح کردن مادہ گاؤ شیردار
از حدیث ہمیں ست
مجتنب ذات اللہ

العبد
قاضی میاں اصغر حسین دستخط خاص
ولد منشی الٰہی خان

مہر

محمد شاہ بادشاہ غازی
سالار بادقار فدوی
جنگ قطب الملک یمین الدولہ
سید عبد اللہ خان بہادر ظفر

بموجب حکم مولوی قطب الدین صاحب
پیر بادشاہ

مہرِ قاضی

خادم شرع
قاضی محمد رفیع
غلام احمد بن

نقل فرمانِ والاشان شاہ عالم بادشاہ غازی مرتب بمہر وطغرا ونشانہائے دفاتر بادشاہی مرقومہ سیزدہم ذی الحجہ ۳۱ سنہ جلوس متعلمانِ بارگاہ خلافت وکارپردازانِ درگاہ سلطنت وآرائے عالی مقدار وجمیع عمال محالات ومتصدیان مہمات ممالک محروسہ ایں دولت ابد مدت بدانند دریں آوان عدالت عنوان وزمانِ معدلت اقتران فرمانِ والاشان واجب الاذعان لعۂ صدور داشتہ ظہور یافت کہ بدیدبانی دانش وبینش حیوانات بے زبانان کشور آفرینش اند۔ ازانجملہ نوع گاوان از نر ومادہ منشائے فوائد بسیار ومصدر منافع بیشمار ہستند زیراکہ زندگی انسان وحیوان منوط بغلات ونباتات است

عہدِ حکومت میں باشندگانِ عراق نے حجاج بن یوسف سے جوان دنوں عراق کا گورنر تھا اپنے ملک آباد نہ ہونے اور ویران پڑا رہنے کی شکایت کی۔ حجاج نے غور و خوض کے بعد یہ بات معلوم کی کہ لوگ گایوں کو کھا جاتے ہیں اور اس جانور کی کمی ملک کی ویرانی کا باعث ہے۔ حکم دیا کہ آج سے گائے ذبح نہ ہونے پائے اور کوئی مسلمان اُس کا گوشت نہ کھائے۔ کس کی مجال تھی کہ حکم کی تعمیل نہ کرتا۔ یک لخت گائے کا ذبح کیا جانا بند ہو گیا۔

اکبر کا حکم

شہنشاہ اکبر نے اپنے پیدا ہونے کے دن (سالگرہ) تخت نشینی کے دن۔ تلادان کے دن۔ بیٹوں اور پوتوں کی سالگرہ کے دن قانونی طور پر جانوروں کا ذبح کیا جانا ممنوع قرار دیا تھا۔ جہانگیر نے اپنے عہدِ حکومت میں اس دستور کو قائم رکھا اور اپنے بیٹوں پوتوں کی سالگرہ کے ایام اور اضافہ کیے چنانچہ سال کا ایک تہائی حصہ بلکہ نصف حصہ ایسا تھا جس میں جانور ذبح نہیں ہوتے تھے۔

جہانگیر کا حکم

مشہور فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر جو شاہجہاں کے زمانہ میں شاہی حکما کے زمرہ میں ملازم تھا اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ ایک دفعہ مواشی کی قلت پر خیال کر کے جہانگیر بادشاہ نے گائے کے ذبح کرنے کی قطعی ممانعت کر دی تھی۔

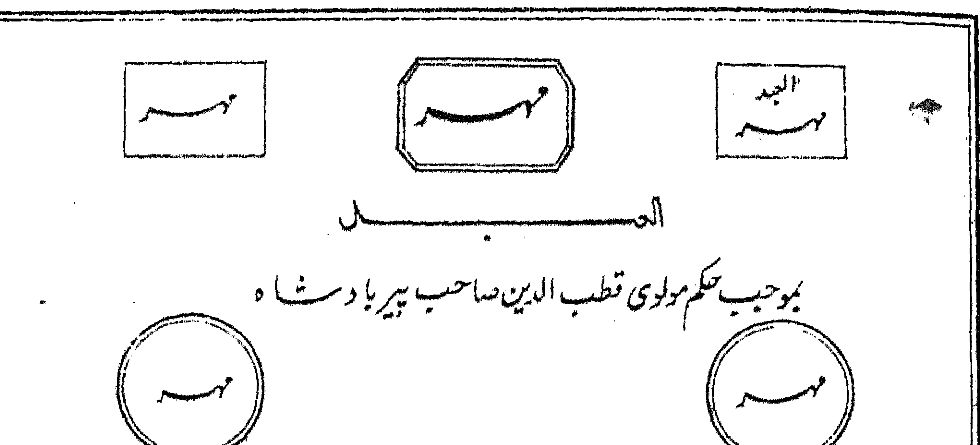
محمد شاہ کا فرمان

محمد شاہ کا ایک فرمان اور اُن کے پیر صاحب کا فتوے جو مختلف رسائل و اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے حسبِ ذیل ہے

فتویٰ و نقل فرمان شاہی دربابِ ممانعتِ گاؤکشی

التماس میدارم از اہلِ شرع شریف نبوی کہ در حدیث شریف در باب مادہ گاؤ شیر دارچہ صادر شدہ است۔

از جناب مولوی قطب الدین پیر بادشاہ و از جناب مولوی صابر بخش صاحب در حدیث شریف ایں چہار چیز

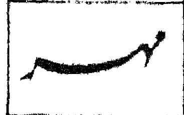


نقل فرمانِ والاشان شاہِ عالم بادشاہِ غازی مرتب بہ مہر وطغرا ونشانہائے دفاتر بادشاہی مرقومہ ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳ معلّے۔

منتظمانِ بارگاہِ خلافت وکارپردازان درگاہِ سلطنت۔ اُمرائے عالی مقدار وجمیع عمال محالات ومتصدیان مہمات ممالکِ محروسۂ دولتِ ابد مدت کو معلوم ہو کہ ان دنوں فرمان شاہی صادر ہوا ہے کہ گائے اور بیل بیشمار فائدہ اور منفعت رکھتے ہیں۔ انسان وحیوان کی زندگی غلّوں اور نباتات پر منحصر ہے اور یہ دونوں چیزیں کاشتکاری کے بغیر دستیاب نہیں ہوسکتیں اور کاشتکاری گائے بیل کے بغیر دشوار ہے۔ پس گائے بیل پر دنیا کی آبادی اور بنی آدم کی زندگی کا مدار ہے۔ اِس لیے اس جانور کا معدوم کرنا نامناسب ہے۔ اس بات کو ملحوظ رکھکر فرزندِ ارجمند مہاراج ادھراج مادھوراؤ سیندھیہ بہادر کی گزارش کے مطابق مایہ دولت کی خواہش یہ ہے کہ تمام ممالک محروسہ میں گاؤکشی کی رسم بالکل نہ رہے اور قطعاً متروک ہو جائے۔ اِس فرمان کے موصول ہوتے ہی تمام منتظمین سلطنت کو اِس تعمیلِ حکم میں پورا اہتمام کرنا چاہیے اور حسب الحکم اقدس واعلےٰ کسی شہر قصبہ اور قریہ میں گائے ذبح نہ کی جائے۔ اگر اتفاقاً کسی سے خلاف ورزی ہوگی تو وہ قہرِ سلطانی میں مبتلا ہوگا اور سزا پائیگا۔ فقط

نقل مطابق اصل ہے

منشی حضورِ والا خانہ زادِ موروثی



و چوں ہر دو جنس بے کشتکاہ متعذر و دشوار و کشتکار بہ قلبہ رانی متصور دریں صورت گاؤاں مدار علیہ آبادی عالم و واسطۂ حیات حیوانات و بنی آدم اند انہدام اساس ہستی چنیں حیوانات مبادرت نمودن ناستحسن۔ نظر بریں معنی حسب العرض فرزند ارجمند بجاں پیوند مہاراج ادھراج مادھو راؤ سیندھیہ بہادر نیت صافی طویت والا ہمت تہور ہمت عالی اقتدار ایشاں فرمودہ کہ در تمامی ممالک محروسہ رسم گاؤ کشی مطلق نماند و بالکلیہ متروک شود۔ باید کہ بورود ایں یرلیغ قضا تبلیغ جمیع منتظمان بارگاہ آسمان جاہ دریں باب تقید و اہتمام تمام بکار برند کہ حسب الحکم اقدس اعلیٰ در ہیچ بلاد و قصبات و قریات ذبح بقر بعمل نہ آید اگر احیاناً خلاف حکم والا احدے مصر گاؤ کشی خواہد گردید بغضبات سلطانی کہ نمونۂ قہر ربانی ست خواہد گردید و بسزا خواہد رسید فقط

نقل مطابق اصل ست

منشی حضور والا خانہ زاد موروثی

جے سنگھ
دیوالی سنگھ ابن را

ترجمہ

اہل شرع شریف نبوی سے التماس ہے کہ حدیث شریف میں دودھار گائے کے متعلق کیا فرمایا گیا ہے جناب مولوی قطب الدین پیر بادشاہ اور مولوی صابر بخش کی جانب سے۔

حدیث شریف میں چار چیزیں ممنوع ہیں پس اہل دین اور شارعان شریعت متین کو ان پر عمل کرنا چاہیے۔ اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل قاطع الشجر یعنی درخت کاٹنے والا۔ دوسرا بایع البشر یعنی انسان بیچنے والا۔ تیسرا ذابح البقر یعنی گاؤ کشی کرنے والا۔ یہ نہایت ممنوع ہے۔ جو شخص ایسا کریگا بلاشبہ دوزخ میں جائیگا۔ چوتھے حرامکاری خواہ نکاحی عورت سے ہو یا اشاعی سے۔ جو شخص اُس سے جماع کریگا بلاشبہ دوزخ میں جائے گا۔ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ ثابت ہے۔ بہر کیف دودھالی گائے کے ذبح کرنے کے متعلق حدیث میں بھی لکھا ہے۔

قرار دیے جاتے کا حکم دیا ہے۔ اس فرمان کی نقل حسب ذیل ہے:-

وصیت نامۂ مخفی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی بشاہزادہ نصیر الدین ہمایوں اطال اللہ عمرہٗ برائے استحکام سلطنت نوشتہ شد۔

اے فرزند، مملکت ہندوستان از مذاہبِ مختلفہ معمور ست۔ الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ بادشاہی آں بتو کرامت فرمود۔ باید کہ تعصباتِ مذہبی از لوحِ دل پاک نمودہ موافقِ طریقِ ہر ملت معدلت کن۔ خصوصاً از قربانیِ گاؤ بپرہیز کہ تسخیرِ قلوبِ اہلِ ہندوستان ست۔ و رعیتِ ایں ولایت باحساناتِ شاہی وابستہ شود۔ و منادر و معبد گاہ ہر قومیکہ زیرِ فرمانِ بادشاہی ست خراب مکن۔ چناں عدل گستری اختیار کن کہ شاہ از رعیت و رعیت از بادشاہ آسودہ شود۔ ترقیِ اسلام از تیغِ احساں بہتر ست نہ از تیغِ ظلم۔ و از مناقشاتِ اہلِ سنت و شیعہ چشم پوشی کن والا ضعفِ اسلام موجود ست۔ و رعیتِ مختلف القلوب را بحکم اربعہ عناصر قائم کن کہ جسمِ سلطنت از امراضِ مختلفہ امین باشد۔ و کارنامۂ حضرت امیر تیمور صاحبقراں پیشِ نظر باید داشت کہ بامورِ شہریاری پختہ شوی۔ و ما علینا الا البلاغ +

یکم جمادی الاول ۹۳۵ھ

ترجمہ

وصیت نامہ مخفی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی جو شاہزادہ نصیر الدین ہمایوں اطال اللہ عمرہٗ کیلئے بغرض استحکام سلطنت لکھا گیا۔

اے فرزند۔ ہندوستان کا ملک مختلف مذاہب سے معمور ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اس ملک کی بادشاہی تم کو عطا کی۔ تمہیں چاہیے کہ دل کو تعصباتِ مذہبی سے پاک کرکے ہر طریقہ اور ہر ملت کے مطابق انصاف کرو۔ خاصکر قربانی گاؤ سے پرہیز کرو کہ اس سے ہندوستانیوں کے دل مسخر ہو جائینگے اور اس ملک کی رعایا احساناتِ شاہی سے مسخر ہو جائیگی کسی قوم کی عبادت گاہ یا مندر جو تمہارے زیرِ نگیں ہو برباد نہ کرو۔ ایسی عدل گستری اختیار کرو کہ رعیت بادشاہ سے اور بادشاہ رعیت سے خوش رہے۔ اسلام کا احسان کی تلوار سے جتنا بھلا ہے ظلم کی تلوار سے نہیں ہے۔ سُنی شیعہ کے جھگڑوں سے چشم پوشی کرو ورنہ اسلام کمزور ہو جائیگا۔ مختلف دلوں کی رعیت میں اربعہ عناصر کی طرح اعتدال پیدا کرو تاکہ سلطنت کا جسم مختلف امراض سے محفوظ رہے۔ حضرت امیر تیمور صاحبقراں کا کارنامہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے تاکہ تمہیں امورِ سلطنت میں پختگی

اکبر کے سامنے گائے ڈپوٹیشن

تاریخ کا دلچسپ واقعہ

کبیشر نرہری جی شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ایک بڑے کوی ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ گایوں کا ایک جلوس اکبر کے سامنے پیش کیا اور ہر ایک گائے کے گلے میں ایک تختی لٹکا دی جس پر یہ نظم کندہ تھی :-

دریہو دنت ترن گہہ ہیں	تاہی جگ بارت نہیں کوئی
ہم سنت ترن چرہیں	بچن اچرین دین ہوئی
امرت پیہ نت سرو ہیں	تبس مہی بھمتن جبیا دھن
ہندو مدھر نہ دیہی	کرک ترک ہی نہ پیا دھن
کہہ نرہری سن شاہ در	بنتی گئو جورے کرن
کبھی اہر ادھ موہے مارہو	موئے ہو چام سیوت چرن

اس نظم کا مطلب یہ ہے کہ اگر دشمن بھی مُنھ میں گھاس لیکر سامنے آجائے تو اُس کو فاتح جان سے نہیں مارتا ہم کہ ہر وقت مُنھ میں گھاس لیے رہتی ہیں نہایت عاجزی سے یہ بچن کہتی ہیں کہ ہم ہمیشہ امرت سمان دودھ لوگوں کو دیتی ہیں لیکن ہمارے بچے گھاس پھوس کھاکر پیٹ بھرتے ہیں۔ ہم نہ تو ہندؤں کو میٹھا دیتی ہیں اور نہ مسلمانوں کو کڑوا۔ ہم گائیں دست بستہ آپ سے پوچھتی ہیں کہ اے اکبر پھر کس قصور پر آپ ہمیں مارتے ہیں۔ ہم تو مر کر بھی آپ کی سیوا چرن کرتی ہیں (یعنی جوتے کی شکل میں آپ کے پاؤں کی حفاظت کرتی ہیں)

جب اکبر نے دریافت کیا کہ اس جلوس کا کیا مطلب ہے تو نرہری نے کہا کہ آپ ان تختیوں کو پڑھ لیں چنانچہ اکبر پر اس نظم کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ اُس نے فوراً اپنی قلمرو میں حکم جاری کردیا کہ جو گائے کو مارے گا سزائے موت پائے گا۔

شہنشاہ بابر کا فرمان

بھوپال کے کتب خانہ میں شہنشاہ بابر کا ایک فرمان موجود ہے جس میں شہنشاہ ممدوح نے گائے کی قربانی ممنوع

یہودیوں کے سوا میں نے کوئی شامی یا ترکی مسلمان نہیں دیکھا جو اس دوکان سے گوشت خریدتا ہو۔ اناطولیہ اور استنبول میں بھی رہا ہوں۔ ان ممالک میں بھی زیادہ تر یہودی اور عیسائی گائے کا گوشت کھاتے ہیں جن کے دماغوں میں یورپ کی بوسمائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد سیاح مذکور لکھتا ہے کہ میں عرصہ تک مصر میں رہا مگر مصر القاہرہ جیسے عظیم الشان مقام میں جس کی آبادی ۱۲ لاکھ سے کم نہیں صرف چار پانچ ایسی دوکانیں نکلیں گی جن میں گائے کا گوشت بیچا جاتا ہو اور اُن سے بھی صرف عیسائی اور یہودی گوشت خریدتے ہیں۔ میں نے اس نو سال کے عرصہ میں ایک بھی ایسا مسلمان نہیں دیکھا جس نے پاؤ بھر گائے کا گوشت خریدا ہو۔ اگرچہ افغانستان میں بھی گائے کا گوشت کھایا جاتا ہے مگر وہاں بھی یہ بات نہیں دیکھی کہ کوئی تندرست گائے ذبح کی گئی ہو۔ صرف اسی قسم کی گائے ذبح کی جاتی ہے جو بیکار یا بیمار ہو یا اس قسم کا بچھڑا ذبح کیا جاتا ہے جس کی ماں مرگئی ہو اور اُس کا مالک اُس کی نگہبانی نہ کرسکتا ہو۔ نیز اس قسم کا گوشت بھی دہی آدمی کھاتے ہیں جو نہایت مفلس ہوں۔ متمول اشخاص گائے کا گوشت ہرگز نہیں کھاتے ترکستان کے مسلمان بھی گائے کے گوشت سے سخت متنفر ہیں۔ مگر یورپ میں معاملہ برعکس ہے۔ وہاں تمام لوگوں کے نزدیک سب سے عمدہ گائے کا گوشت سمجھا جاتا ہے۔ آگے چلکر سیاح مذکور لکھتا ہے کہ میں نے علما کی ایک مجلس میں گائے کے گوشت کے متعلق ایک عالم سے سوال کیا تو اُس نے ایک حدیث پڑھی جس کا مضمون یہ ہے کہ "گائے کا گوشت بیماری ہے اور گھی دوا اور دودھ شفا ہے۔

گائے کے فائدے از روئے حساب

اگر ایک گائے اٹھارہ سال تک پالی جائے اور اُس سے جو گائیں پیدا ہوں وہ بھی اپنی عمر کو پہنچکر بچے دیتی رہیں تو اٹھارہ سال میں گائے اور بیل دونوں کی مجموعی تعداد تقریباً ۴۷۶ ہوگی۔ ان میں ہر ایک گائے اپنی عمر پر آکر بچہ دے اور چھ ماہ تک تین سیر دودھ روز دیتی رہے تو اٹھارہ سال کا دودھ باختلاف مدت ۹ ہزار ۷ سو من ہوگا جس کی قیمت پانچ سیر فی روپیہ فروخت کرنے سے ۷۰ ہزار ۶ سو ۷۷ روپے ہوگی۔ اگر اس دودھ سے ایک چھٹانک فی سیر کی اوسط پر مکھن نکالا جائے تو ۱۶ ہزار ۷ سو ۳۷ سیر بارہ چھٹانک مکھن تیار ہوگا۔ اگر اسے فی روپیہ تین پاؤ فرض کیا جائے تو اس کی قیمت ۲۲ ہزار ۳ سو ۶۵ روپے قرار پائیگی۔ ان گایوں کی مجموعی قیمت ۱۵ روپے فی گائے کے

حاصل ہو۔ وما علینا الا البلاغ ۔ یکم جمادی الاوّل ۱۳۵۹ھ

بادشاہ کابل کا عمل

آج سے پندرہ سال قبل جب ہزمجسٹی امیر حبیب اللہ خان والی افغانستان ہندوستان تشریف لائے اور نماز عید الضحےٰ دہلی میں ادا کرنا تجویز کیا گیا تو امیر صاحب نے مسلمانوں سے فرمایا کہ گائے کی قربانی نہ کی جائے کہ مذہب اسلام میں گائے کی قربانی کی تخصیص نہیں ہے۔ امیر صاحب خود بڑے عالم تھے آپ نے ارشاد کیا کہ ثواب حاصل کرنے کا کوئی طریقہ ایسا نہیں ہوسکتا جو اپنے ہمسایہ کے دل کو دکھا کر اور رنج دیکر مہیا کیا جائے۔ ہمارا مذہب غیر مذہب والوں کے ساتھ میل جول سے رہنے اور اچھا برتاؤ کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اسلام کا کبھی یہ منشا نہیں ہے کہ غیر مذہب کے لوگوں کو جو ہمارے ساتھ ایک جگہ بستے ہیں کسی قسم کی تکلیف دی جائے بلکہ اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ غیر مذہب کے لوگ اگر کچھ برائی بھی کریں تو تم اُن کو معاف کردو۔

سرسیّد کا مقولہ

ایک دفعہ علی گڑھ کالج کے چند طالب علموں نے ملکر عید کی قربانی کے لیے ایک گائے خرید لی۔ دن کے دن سرسید کو اس کی خبر ہوئی کہ گائے ذبح ہونے والی ہے۔ یہ خبر سنکر سید صاحب ازخود رفتہ ہوگئے اور فوراً کالج پہنچکر طلبہ کو بہت ملامت کی۔ گائے اُن سے لیکر اُس کے مالک کو واپس کردی اور آئندہ کے لیے ممانعت کردی کہ کالج میں کبھی ایسا عمل نہ ہونے پائے۔ سرسید کا مقولہ ہے کہ اگر ہم میں اور ہندوؤں میں دوستی رہے تو یہ بات گائے کی قربانی سے زیادہ بہتر ہے اور مسلمانوں کا گائے کی قربانی پر اصرار کرنا محض جہالت ہے۔

ممالکِ اسلامیّہ کی شہادت

ایک افغانی سیاح رقمطراز ہے کہ میں نو سال سے ملکِ عرب میں سکونت پذیر ہوں اور چار سال مملکتِ شام کے خاص شہر دمشق میں رہا ہوں مگر اس عرصہ میں میں نے ایک دوکان کے سوا کوئی ایسی دوکان نہیں دیکھی جس میں گائے کا گوشت فروخت ہوتا ہو۔ وہ ایک دوکان بھی سوق خیل نامی ایک بازار میں تھی جس میں عیسائیوں یا

حصہ میں آسکتی ہے جس سے بڑھکر آسودگی اور خوشحالی کی کوئی صورت نہیں۔

یہ حساب صرف ایک سال میں ذبح ہونے والی گایوں کو ۱۸ سال تک پالنے کا ہے۔ اگر تمام ہندوستان کا حساب کیا جائے اور ہندوستان میں گائے کا گوشت کھانا بالکل ترک کردیں تو فوائد کا حساب و شمار محال ہے۔

ہندوستان مواشی کے پالنے کے لیے نہایت موزوں ہے اور یہ مواشی ہی کی برکت تھی کہ ہندوستان کی دولت وزرخیزی ساری دنیا کے لیے باعثِ حیرت رہی۔ اسی کی بدولت علاء الدین خلجی نے اپنے عہدِ حکومت میں لوازمِ زندگی کے ایسے نرخ مقرر کیے جن کی مثال تاریخ کے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔

اس جگہ یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ ایک گائے اپنی عمر میں ۴ لاکھ ۷۵ ہزار ۶ سو آدمیوں کو سیراب و شکم سیر کرتی ہے جیسا کہ ذیل کے اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔ ایک گائے ۲ سیر سے ۲۰ سیر تک روزانہ دودھ دیتی ہے اس کی اوسط ۱۱ سیر فرض کرنی چاہیے۔ دودھ دینے کا سلسلہ ۶ ماہ سے ۱۸ ماہ تک جاری رہتا ہے جسے ہر گائے کے لیے بالاوسط ۱۲ ماہ سمجھنا چاہیے۔ اب ہر ایک گائے کے عمر بھر کے دودھ سے ۲۴ ہزار ۹ سو ۶۰ آدمی ایک بار سیراب ہو سکتے ہیں۔ اگر بالاوسط ایک گائے کے چھ بچھڑے اور چھ بچھیاں پیدا ہوں اور اُن میں سے بالفرض دو مر بھی جائیں تو ان پانچ بچھیوں کا عمر بھر کا دودھ ایک لاکھ ۲۴ ہزار ۸ سو آدمیوں کو شکم سیر کرسکتا ہے۔ اب رہے پانچ بیل تو وہ عمر بھر میں کم از کم پانچ ہزار من غلہ پیدا کرسکتے ہیں۔ اس غلہ میں سے اگر فی کس تین پاؤ مقرر کیا جائے تو ڈھائی لاکھ آدمیوں کو خوراک حاصل ہوسکتی ہے۔ الغرض اناج اور دودھ دونوں ملکر ۳ لاکھ ۷۴ ہزار ۸ سو آدمیوں کو ایک دفعہ فکرِ شکم سے آزاد کرسکتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ ایک گائے مع اپنی نسل کے ایک دفعہ ۴ لاکھ ۷۵ ہزار ۶ سو آدمیوں کو سیراب و شکم سیر کرسکتی ہے ✣

اب اس معاملہ کے دوسرے رُخ پر توجہ کیجیے۔ اخباروں کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ سنہ ۱۹۰۷ء کی پہلی ششماہی میں ۱۹۴۸۶۰۰۷ بکریوں ۶۹۹۶۹۴ بھیڑوں اور بچھڑوں ۵۳۰۶۰۵۶ گایوں اور ۲۶۷۷۷ بھینسوں کا چمڑا صرف کلکتہ سے ممالکِ غیر کو بھیجا گیا۔ اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں اِس سے کئی گُنے زیادہ جانور ۶ ماہ میں ذبح ہوتے ہوں گے۔

اِس امرِ واقعہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دودھ اور گھی ہماری زندگی کا جزوِ اعظم ہے جب یہ دو چیزیں گراں

حساب سے تین ہزار سات سو بیس روپئے ہو گی۔ اس قیمت کو دودھ کی قیمت پر اضافہ کیا جائے تو ۵۷ ہزار ۳ سو ۹۶ روپئے حاصل ہوتے ہیں۔ گویا ایک گائے کو اُس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ ۱۸ سال کے بعد اتنی بڑی رقم ہمکو دے سکتی ہے جس کے ساتھ ہی ۲۴۸ گائیں بھی سلسلہ وار اپنی نسل بڑھانے کے لیے دنیا میں موجود رہیں گی۔

ہم نے اوپر جو حساب دکھایا ہے وہ ۲۲۸ گایوں کا ہے لیکن ہم نے مجموعی تعداد ۴۹۷ فرض کی ہے جسمیں ۲۴۹ بیل بھی شامل ہیں۔ اِن کے فوائد پر غور کرنا بھی ضروری ہے اگر یہ بیل فی جوڑی پچاس بگیہ زمین جوتیں گے اور اُس میں فی بگیہ ۴ من سالانہ کے حساب سے اناج پیدا ہوگا تو سالانہ ۲۴ ہزار ۹ سو من غلہ اور ۹ سال کا ۲ لاکھ ۲۴ ہزار ایک سو من اناج ہوگا۔ اگر موٹے مہین اناج کی قیمت بالاوسط چار روپیہ من فرض کی جائے تو ۸ لاکھ ۹۶ ہزار ۴ سو روپئے کی رقم حاصل ہوتی ہے۔ بیلوں کی قیمت ۱۵ روپئے مانی جائے تو ۳ ہزار ۷ سو ۳۵ روپئے ہوتے ہیں جن کو مذکورۂ بالا رقم پر ستزاد دیکھنا چاہیے۔ اب ان کل رقوم کو باہم جمع کر کے دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ایک گائے ۱۸ سال کے عرصہ میں کتنی دولت ہمارے لیے مہیا کر سکتی ہے۔

اس موقع پر گایوں کے صرف پر توجہ کرنا مناسب ہوگا۔ تمام ہندوستان میں جس قدر گائیں روزانہ صرف ہوتی ہیں اُن کا صحیح حساب بتانا دشوار ہے۔ لیکن ہم اس جگہ صرف ایک ہزار مربع میل رقبہ کا حساب لکھتے ہیں جس میں ۶ لاکھ آدمی آباد ہیں۔ اِس آبادی میں ۵۸ یا ۵۹ روزانہ کے اوسط سے ۱۲ ہزار گائیں سالانہ صرف ہوتی ہیں۔ یہ عموماً مادہ ہوتی ہیں کیونکہ اس مخصوص رقبۂ آبادی میں بیلوں کا دستور نہیں ہے۔ اب ان ۱۲ ہزار گایوں کا بھی مذکورۂ بالا اعداد وشمار کے مطابق اندازہ کیجیے۔ اگر ۱۸ سال تک ان کی نسل بڑھائی جائے تو مجموعی تعداد ایک کروڑ ۴ لاکھ ۳۷ ہزار ہوگی۔ اگر فی راس ۱۵ روپئے قیمت فرض کی جائے تو کل رقم ۱۵ کروڑ ۶۵ لاکھ ۵۵ ہزار ہوتی ہے۔ اب ان کے دودھ گھی کی قیمت کا بھی اندازہ کیجیے۔ ان میں سے اگر نصف کو مادہ فرض کیا جائے تو اُن کے دودھ کی قیمت ۷۴ کروڑ ۱۷ لاکھ ۱۸ ہزار روپئے ہو گی۔ اب نصف تعداد بیلوں کی رہی تو اُن کی قیمت اور اس عرصہ میں اُن سے جس قدر اناج پیدا ہوا ہے اُس کی قیمت ۴۹ کروڑ ۶ لاکھ ۳۵ ہزار روپئے ہوگی۔ اب نر و مادہ سب کی کمائی اور قیمت کو ایک ساتھ جمع کیا جائے تو ۱۰ ارب ۱۳ کروڑ ۲۳ لاکھ ۵۳ ہزار روپئے ہوتے ہیں۔ اگر اس ۱۸ سال میں ۱۲ ہزار گایوں کے کمائے ہوئے روپئے کو انہیں چھ لاکھ آدمیوں میں تقسیم کر دیں جن کے ایک سال کے معمولی صرف میں یہ ۱۲ ہزار گائیں آجاتی ہیں تو ۷۸ روپئے ڈھائی آنے ماہوار کی رقم ہر شخص کے

دودھ سے کہیں سستا ہے۔ گائے کا بچھڑا سال ڈیڑھ سال میں دو تین سکو بیل بن جاتا ہے اور اگر بچھیا ہو تو دو سال میں نئی گائے تیار ہو جاتی ہے۔ بہرحال بھینس میں اتنے فائدے نہیں ہیں جتنے گائے میں ہیں اور اس لیے ملک کا فرض ہے کہ وہ گائے کی نسل بڑھائے اور اس کی پرورش میں سرگرمی ظاہر کرے۔

شیر دار اور زراعتی جانوروں کی کمی سے ملک کو جو مالی و جانی نقصانات پہنچ رہے ہیں اُس کا اندازہ ذیل کی سطور سے ہو سکتا ہے:۔

(۱) شیر خوار بچوں کی اموات روز بروز ترقی پر ہیں۔

(۲) ہندوستانی قوم کی جسمانی قوت انحطاط پذیر ہو رہی ہے۔

(۳) ہندوستانیوں کی عمر طبعی کی مدت کم ہو رہی ہے اور اس وجہ سے وہ کسی دنیاوی جد و جہد میں خواہ وہ علمی تجارتی، حرفتی، سیاسی، کسی قسم کی ہو ترقی نہیں کر سکتے۔

(۴) مصارف کاشت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بیلوں کی ایک جوڑی جو پہلے پچاس روپے میں بآسانی آسکتی تھی اس وقت ۱۵۰ روپے کو بمشکل مل سکتی ہے۔

(۵) وجوہ بالا کی بنا پر ملک میں افلاس و تہی دستی کا سیلاب تیزی سے بڑھ رہا ہے جو تمدن کی بنیادیں متزلزل کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اجتماع و اتحاد کیلئے گائے کی حفاظت

مذہب اسلام میں سوشل زندگی کو بہت اہمیت دی گئی ہے جس قدر دینی احکام اور ہدایتیں ہیں وہ آپس کا اتفاق بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت اور عزیزوں سے محبت کی تاکید کرتی ہیں۔ خدائے تعالےٰ نے اُن عبادات میں بھی جو اسکی ذات واحد سے تعلق رکھتی ہیں جماعت کے اتفاق کو تنہائی پر ترجیح دی ہے۔ مثلاً نماز خاص اُسی وحدہ لاشریک لہ کی بندگی ہے مگر گھر میں نماز پڑھ لینے سے مسجد میں اور اکیلے کی نسبت جماعت کے ساتھ (حالانکہ تنہائی میں آدمی کا دھیان خوب جمتا ہے) افضل قرار دیا ہے۔ تنہا نماز کی بہ نسبت جماعت کی نماز پر ستر حصے زیادہ اجر ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس حکم میں صراحتہً یہ حکمت پائی جاتی ہے کہ اتفاق و ہمدردی کو ترقی ہو اور ایک دوسرے کی شرکت

ہوئی ہیں اُس وقت سے ہماری تندرستی میں نمایاں انحطاط نظر آرہا ہے۔ اسکولوں کے طلبا کے مُرجھائے ہوئے چہرے ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم ایک آفت میں مبتلا ہیں۔ ہندوستان کی شرح اموات دنیا کے تمام مہذب ملکوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ ۱۹۱۵ء کی سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسط اموات یہ رہی کہ سو میں سے ۶ مر گئے اور ۹۴ زندہ رہے اگر اسی اوسط سے لوگ مرتے رہے تو ۱۷ سال میں ہندوستان ایک قبرستان بن جائیگا۔ اور دنیا کا یہ دوسرے نمبر کا گنجان اور آباد ملک اور دنیا کا ۱/۵ حصہ عدم آباد کو سدھار جائیگا۔ بچّوں کی اموات پر غور کیجیے تو ہندوستان سے زیادہ اموات کسی حصۂ دنیا میں نہیں ہوتیں اور اس کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ خالص دودھ اور گھی میسر نہیں آتا۔ جو ملاوٹی دودھ ہم کو بازار میں ملتا ہے اُس میں مختلف امراض کے زہریلے جراثیم ہوتے ہیں۔ گھی میں نہیں معلوم کن چیزوں کی آمیزش کی جاتی ہے جس سے وہ فائدہ کی جگہ نقصان اور طاقت کی جگہ ضعف و بیماری کا باعث ہوتا ہے۔ عورتوں کی اوسط اموات بھی نہایت خطرناک طور پر ترقی پذیر ہے اور اس کا ایک خاص سبب بھی یہی ہے کہ گھی اور دودھ میسر نہیں آتا۔ زچہ خانہ میں عورتوں کو مقوّی غذائیں دودھ اور گھی کھلایا جاتا ہے۔ لیکن آمیزش اور سمی اجزا کی وجہ سے وہ طرح طرح کی بیماریوں کا باعث ہوتا ہے۔

مذکورۂ بالا بیان سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ دودھ اور گھی وغیرہ ہماری زندگی کے لیے کس قدر [illegible] ضروری اجزا ہیں اور اس بنا پر اگر خالص دودھ اور خالص گھی کا بیوپار کیا جائے تو تجارتی اور اقتصادی حیثیت سے کس قدر زرخیز اور منفعت بخش ثابت ہوسکتا ہے۔ سال ۱۹۱۶-۱۷ء میں ہندوستان کے جانوروں کے متعلق شمار و اعداد کا جو نقشہ تیار کیا گیا تھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں اکیس کرور دس لاکھ جانور تھے۔ ان میں ۳ کرور ۶۷ لاکھ ۱۷ ہزار گائیں تھیں۔ بھینسیں ایک کرور ۳۷ لاکھ۔ بھیڑیں اور بکریاں ۵ کرور ۶۰ لاکھ تھیں۔ گویا گائیں تعداد میں سب سے زیادہ تھیں۔ آجکل جانوروں کی قیمت ۱۰ سال قبل کی قیمت سے دوچند اور سہ چند ہوگئی ہے۔ گزشتہ سال امرتسر کی منڈی میں کئی بھینسیں چھ چھ سات سات سو روپیئے کو فروخت ہوئیں۔ اب یہ کیفیت ہے کہ ۱۲ سیر دودھ دینے والی بھینس ڈھائی سو روپیئے تک کو فروخت ہوتی ہے۔ اُس کی پرورش کا بارِ گراں اسکے علاوہ ہے۔ لیکن گائے رکھنے میں بہت سے اقتصادی فوائد ہیں۔ ۱۲ سیر دودھ دینے والی گائے بھینس سے نصف قیمت میں آتی ہے اور اُس کی پرورش پر بھینس کی لاگت کا ۱/۴ حصہ خرچ ہوتا ہے۔ گویا گائے کا دودھ بھینس کے

وجہ یہ ہے کہ اس کا دودھ انسانی تولے کیلئے آبحیات کا حکم رکھتا ہے اور اکثر امراض میں تریاق ثابت ہوتا ہے۔ اسکے دوسرے فوائد بھی مخفی نہیں۔ منوں بوجھ گاڑیوں میں بیلوں کی اعانت سے دور دراز شہروں اور دیہات میں پہنچایا جاتا ہے۔ کھیتی کی اعلےٰ خدمات اسی کے دست وبازو پر منحصر ہیں۔ انہی وجوہ پر ہندو دھرم میں گائے اور بیل کی حفاظت ایک فرض قرار دی گئی ہے۔ دوسری طرف مسلمان بے تکلف گائے کو ذبح کرتے ہیں اور اس لیے دونوں قوموں میں باہم رنجیدگی اور کشیدگی پیدا ہونی ضروری ہے۔

کیا اس ملک کے مسلمان اہلِ ہنود کے ہموطن نہیں؟ تمدن میں شریک نہیں؟ اور معاشرت میں ایک دوسرے کے معاون نہیں؟ ہاں ہیں! اور ضرور ہیں!! پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوؤں کی ایک ادنےٰ غرض اسغت کو جو برادرانہ رنگ میں وہ پیش کرتے ہیں نہ کہ مدعیانہ طور سے، وہ منظور نہیں کرتے اور اُن کی واجبی شکایت پر کان نہیں دھرتے گائے کی حفاظت ہندو مسلمان دونوں کو یکساں لازم ہے۔ اس کی خبرگیری میں دونوں کا فائدہ ہے۔ ہاں اگر مذہب حکم دیتا تو بیشک مسلمان مجبور سمجھے جاتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ بات تو مسلمانوں کے اپنے اختیار پر منحصر ہے اب غور کیجیے کہ کیا حق ہمسائگی کا اقتضا اور کیا اسلام کی سوشل تعلیم اس طرف توجہ نہیں دلاتی کہ ہمسایہ ہمسایہ کی خاطر ایک شے کے استعمال سے جس میں اُس دوسرے کی دلشکنی متصور ہے باز رہے؟

مذہب اسلام میں حق ہمسایہ کی مراعات کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب پر غور کرنا چاہیے۔ یہ اخلاقی حکم کس قدر محاسن پر مشتمل ہے اس میں صاف کہدیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! تم قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں کے ساتھ سلوک کرتے رہو کتب صحاح میں ہمسایوں کی دلجوئی اور مدارات کے متعلق صدہا حدیثیں موجود ہیں۔ اُن اُمور میں جن پر عاقبت کی فلاح وبہبود منحصر ہے ایک یہ بھی ہے کہ ہمسایہ کے ساتھ مراعات ومروت ملحوظ رکھی جائے۔ چنانچہ یہ حدیث بھی اس مفہوم کو کمال صراحت کے ساتھ ظاہر کرتی ہے۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلیفعل خیرا اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی آؤبھگت کرے اور پڑوسی کی مدارات کرے یعنی اُس کا کام کاج کردے۔ اُسے ناحق آزردہ نہ کرے اور مقدور بھر اُسے

سے مستغنی نہ سمجھیے۔ یہی حالت عیدین کی نماز میں ہے اور اسی طرح ہر مسلمان پر بشرطِ استطاعت حج فرض ہوا ہے یعنی اُس مرکز پر تمام لوگ مجتمع ہوں جو اسلامی تہذیب اور حسنِ معاشرت کا سرچشمہ ہے۔ ان تدریجی اجتماعوں کے لحاظ سے نماز پنجگانہ جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے گویا پرائیویٹ یا لوکل اسمبلی ہے۔ عیدین کا اجتماع پراونشل اور حج کا اجتماع یونیورسل ہے۔ ظاہر ہے کہ ان عبادات میں کس قدر نفع شامل ہے یعنی ملک ملک کے آدمیوں سے ملنا آپس کی شناسائی سے معاش کے آسان وسائل معلوم کرنا۔ ایک ملک کی برکت سے دوسرے ملک والوں کا فائدہ اُٹھانا۔ مال کی تبدیل سے تجارت اور خیالات کی تبدیل سے علم حاصل ہوتا ہے۔ بار بار ملنے سے محبت پیدا ہو کر نفرت دور ہو جاتی ہے۔ دوسروں کی بُرائی پر مطلع ہو کر انسان اپنے افعال کی اصلاح کر لیتا ہے اور بھلائی دیکھکر اُس کی پیروی کرتا ہے۔ الغرض یہ تمام عبادات تہذیبِ نفس اور اصلاحِ حال کا بہترین ذریعہ ہیں۔

پیغمبرِ اسلام نے اپنے دیگر احکام میں بھی سوسائٹی کا خیال پیشِ نظر رکھا ہے۔ مثلاً لہسن پیاز کھانے سے مُنھ میں بو آتی ہے جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اِس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ان چیزوں کو کھاکر مسجد میں نہ آیا کرے۔ ہاتھ مُنھ اور پاؤں دھو کر مسلمان مسجد میں داخل ہوں۔ مسواک بکثرت کریں تاکہ مُنھ صاف رہے کیونکہ مُنھ کی بدبو دوسروں کو سخت تکلیف دیتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو ایک دفعہ جمعہ کو کپڑے بدل ڈالیں۔ نہا دھو کر ہوسکے تو خوشبو بھی لگائیں۔ ہمسایوں پر احسان اور نیکی کریں۔ باہم محبت سے رہیں۔ اگر ہمسایہ مسلمان نہیں ہے تو اُسکی اور زیادہ رعایت کریں۔ کسی سوال یعنی کوئی چیز مانگنے سے اُسے تکلیف نہ دیں۔ مخاطب ہوں تو نرمی اور محبت کیساتھ حکم دیا گیا ہے کہ کسی غیر مذہب کے معبود کو بُرا نہ کہیں جس قدر کسی کے سامنے اُس کی تعظیم کرتے ہیں اُتنی ہی پیٹھ پیچھے تعظیم کریں۔ ظاہر و باطن یکساں رکھیں۔ کسی کی نسبت بُرا گمان نہ کریں۔ کسی کی عیب جوئی نہ کریں۔

مذہب کی اِس تعلیم کو پیشِ نظر رکھکر غور کیجیے کہ آجکل ہندوستان کے ہندو مسلمانوں میں باہم کس طرح کے تعلقات ہیں اور محض رسوم کی پابندی سے ملک کی دو بڑی قوموں میں کس طرح تصادم ہو رہا ہے۔ ایک طرف مذہبی پاسداری نے تعصب کے جذبات مشتعل کر رکھے ہیں اور دوسری طرف ضد اور سہل انکاری نے طوفان برپا کیا ہے۔ ہندو دھرم کا اصل اصول تا بمقدور جاندار کی حفاظت ہے۔ خاصکر گائے کی پرورش تو اس مذہب کا بنیادی اصول ہے۔ اسکی

پنشن ملتی ہے۔ لیکن خودغرض مالک نے کیا کیا۔ گائے کو قصاب کے حوالے کیا اور روپئے جیب میں ڈال لیے۔ گائے کی دردناک آواز آسمان سُن رہا تھا۔ زمین دیکھ رہی تھی۔ دیواریں پاس کھڑی تھیں۔ مگر کسی نے ترس نہ کھایا۔ کسی نے اُسے نہ بچایا۔

دنیا کا یہ عام قاعدہ ہے کہ جو شے مفید ہو یا جس سے فائدہ کی اُمید ہو یا جو ذی روح نفع رساں ہو اُس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس کی نفع رسانی کی قوت کو آئندہ کیلیے وسعت و ترقی دی جاتی ہے۔ اور جو شے مُضر یا جو جاندار تکلیف عامہ کا باعث ہوتا ہے اُسے نسَتِ نابود کیا جاتا ہے۔ قانون شاہی کے مطابق اُسے سزا دی جاتی ہے اور ایذا رسانی کا انتقام لیا جاتا ہے۔

اس تحقیقات میں جب ہم جملہ جانداروں کی حالت اور برتاؤ کو سوچتے ہیں تو کُھر دالے اور سُم دار جانوروں کو بے حد غریب پاتے ہیں۔ ان میں گائے۔ بھینس۔ بکری بھیڑ کو دودھ دینے والا اور بیل بھینسے کو کھیتی کے ذریعہ سے سامانِ خوراک بہم پہنچانے والا اور نیز بار برداری کے ذریعہ سے تجارت کو ترقی دینے والا پاتے ہیں۔ نگاہِ غور سے دیکھا جائے تو یہ جانور انسان کی فائدہ رسانی میں خود انسان سے بھی بڑھکر ہیں۔ ان کے مقابلہ میں جب درندوں کی حالت پر غور کیا جاتا ہے تو وہ نہایت ایذا رساں، خوفناک اور ہماری زندگی کے دشمن نظر آتے ہیں۔

ان دونوں باتوں کو پیش نظر رکھکر انسان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ فائدہ رساں جانوروں کا سرپرست بنے اور اُنکی نگہداشت و پرورش میں سرگرم ہو اور ایذا رساں جانوروں کے استیصال اور اُن کے حملوں سے محفوظ رہنے کی تدابیر سوچے اور اُنپر عمل کرے لیکن افسوس ہے کہ اس قدرتی فرض سے انسان سرتابی کرتا ہے۔ جو جانور اُسے سامانِ خوراک بہم پہنچاتے ہیں۔ پیادہ پائی کی تکلیف سے بچاتے ہیں اُنکو تہ تیغ بے دریغ کرتا ہے اور جو جانور اُسکے خون کے پیاسے ہیں اُن سے کچھ تعرض نہیں کرتا۔

جب کوئی رحمدل مسافر ہندوستان میں نیا نیا وارد ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کی روح کو جن حیوانی مصائب کے نظارہ سے صدمہ پہنچتا ہے وہ قحط زدہ اور مریل ہندوستانی بیلوں کا نظارہ ہے۔ ان غریب حیوانوں کی حالت جو انسانی خادموں میں سب سے زیادہ جفاکش اور ستم رسیدہ ہیں ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ ان کو پیٹ بھر خوراک نہیں ملتی، ان کو اپنی طاقت سے زیادہ محنت و جفاکشی کرنی پڑتی ہے جلتی سڑکوں پر جب آفتاب سے آگ کی بارش ہوتی ہے صد ہا من بوجھ کھینچتے ہوئے یہ گزرتے ہیں۔ اگر طاقت جواب دیتی ہے اور قدم نہیں اُٹھتا تو قدم قدم

رنج نہ دے بلکہ آرام و راحت پہنچائے۔ جب بولے تو نیک بات بولے۔

ان آیات و احادیث پر غور کر کے آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حقوق ہمسایہ کی رعایت مذہب اسلام میں کس قدر اہم اور ضروری خیال کی گئی ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ مازال جبرائیل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیل ہمیشہ مجھے ہمسایہ کے ساتھ احسان کی نصیحت کرتے رہے (یہانتک کہ میں گمان کرنے لگا کہ شاید پڑوسی کا حق ورثہ میں بھی شامل کر دیا جائیگا) اب اس سے حق ہمسایگی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

جس مقدس مذہب میں حقِ ہمسایگی اور تحمل و بردباری پر اتنا زور دیا گیا ہے اور جس کے حسنِ سلوک اور مراعات کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا تعجب ہے کہ اُس کے پیرو گائے کی قربانی پر اتنا اصرار کرتے ہیں جو ہندوؤں کا دل دکھانے اور ہزاروں فسادوں کی بنیاد ہے۔ قتل و غارت کا بازار اس کی وجہ سے گرم ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآنِ پاک میں فساد اور جھگڑے کو نہایت سختی کے ساتھ روکا گیا ہے اور صاف ارشاد ہوا ہے کہ:-

لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ان الله لا یحب المفسدین۔ اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ کرو خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ خیر الناس من ینفع الناس۔ سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ اِس حدیث میں سوشل تعلیمات کا ایک بحرِ بیکراں موجزن ہے۔ کاش مسلمان اسی حدیث پر عمل کریں اور گائے کی قربانی کو اپنا ایک فرض سمجھکر نہ سہی بلکہ ہندوؤں پر احسان رکھکر ہی بند کر دیں اور اِس طرح اِس حدیث شریف کی عملی تعلیم کا ثبوت دیں۔ آیت قرآنی ہے کہ فاصلحوا بین الناس۔ انسانوں کے درمیان صلح قائم رکھو اب غور کیجیے کہ جب تک قربانی گاؤ کی خلیج درمیان سے نہ دور ہو صلح کیونکر ممکن ہے؟

اخلاقی دلیلیں

وہ گائے جس نے برسوں مالک کو دودھ پلایا اور اُس کے بچوں کو دہی، دودھ اور مٹھائیاں دیتی رہی اور اور خود خشک گھاس جنگل سے چرتی رہی۔ جب پانی پلایا پی لیا اور چُپ کھڑی رہی آج اُسی کا دودھ خشک ہو گیا ہے اور بوڑھی ہو گئی ہے۔ اب مالک کو یہ دشمن نظر آتی ہے۔ اگر کوئی انسان اس طرح کی خدمت میں عمر گزارتا ہے تو ضرور

شاہِ ایران اور اُن کے چچا فرمانروا کے یہ خیال مسلمانانِ ہند کے لیے قابلِ غور ہیں۔ انہوں نے صرف ایک ہندو کے خیال سے اور وہ بھی ایسا جو اُن کا ملازم تھا گائے کی قربانی گوارا نہیں کی۔ کیا مسلمانانِ ہند کو ضروری نہیں کہ وہ بیس اکیس کروڑ ہندوؤں کی دل آزاری کا خیال کریں اور ایسے ہندوؤں کی جو اُن کے ساتھ برادرانہ اور مساویانہ حیثیت رکھتے ہیں۔

طبّی نقطۂ نظر سے

مخزن الادویہ میں لکھا ہے کہ عمدہ اور نرم گوشت ایک سالہ بچھڑے کا ہوتا ہے لیکن اُس کی تاثیرات مرقومۂ ذیل ہیں:۔

دیرہضم ہے۔ غلیظ خون اور سوداوی مادّہ پیدا کرتا ہے۔ سوداوی امراض عارض ہونے کا باعث ہے اور اس سے مفصلۂ ذیل بیماریاں پیدا ہوتی ہیں:۔

سرطان جس کو انگریزی میں کینسر اور ہندی میں اڈیٹھ کہتے ہیں۔ کوڑھ۔ چھیپ یعنی بدن پر سفید داغ۔ داد۔ کھجلی۔ وسواس۔ چوتھیا بخار۔ عرق النسا یعنی ٹانگوں کا درد۔ گٹھیا۔ خون میں بدبو اور سڑن۔ وقت سے پہلے حیض کو روکنے والا جس سے صدہا قسم کی بیماریاں عورتوں کو ہوجاتی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کی قوت بھی وقت سے پہلے زائل ہوجاتی ہے۔ مرگِ مفاجات یعنی بے خبر بغیر بیماری دفعتاً مرجانا۔ جگر میں سدہ ڈالکر غلیظ اور بدبودار بھاپ (بخارات) دل کو پہنچاتا ہے۔ گنج۔ دردِ سر۔ آنکھوں میں دُھند۔ آکلہ یعنی مُنھ کے اندر زخم ہوکر تمام اندرونی حصہ گل جاتا ہے۔ مخزن میں لکھا ہے کہ اگر اس کے اوپر شراب پئیں تو جلد ہضم ہوتا ہے۔ معدہ اور جگر سے برا مادہ خارج ہونے کو روکتا ہے جس سے آدمی بہت جلد بیمار ہوجاتا ہے۔

طب کی ایک دوسری مستند کتاب میں گائے کے گوشت کے حسبِ ذیل خواص لکھے ہیں:۔

دیرہضم ہے۔ غلیظ ہے۔ خون غلیظ سوداوی پیدا کرتا ہے۔ سوداوی امراض کا باعث ہے۔ سرطان۔ جذام۔ ورم طحال۔ داء الفیل۔ بہق۔ جرب۔ وجع مفاصل۔ عرق النسا کا مورث و باعث ہے۔ جو قومیں شراب پیتی ہیں اُن کو چنداں مضر نہیں لیکن جو قومیں شراب کو حرام سمجھتی ہیں اُنکو اسکے قریب نہیں

پر مار کھاتے ہیں مصیبتوں کا خاتمہ اس جفاکشی اور ناقابلِ برداشت تکلیف پر نہیں ہو جاتا جب دیکھا جاتا ہے کہ یہ اپنے فرائض ادا کرنے سے قاصر ہو گئے ہیں تو مذبح کی خون آلود سرزمین پر پہنچا دیئے جاتے ہیں اور قصاب اُنھیں کُند چھری سے ذبح کر ڈالتا ہے۔ یہ انسانی اخلاق ہے! یہ انسانی شرافت ہے!! جس سے جانوروں اور بے زبان جانوروں کو واسطہ پڑتا ہے۔ اور محسن کُش انسان کی جانب سے احسان اور فائدہ رسانی کا یہ صلہ دیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک نہایت واضح مثال پیش کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ ملکِ عرب میں گھوڑے بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن گھوڑا عرب میں بے حد کارآمد اور ضروری ہے۔ اِس وجہ سے اگرچہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے لیکن لوگ اُن کی قربانی نہیں کرتے۔ اسی طرح ہندوستان میں گائے کُشی سے سخت نقصان ہو رہا ہے اور ضرورت ہے کہ مذکورۂ بالا عربی مثال کی تقلید کی جائے۔

اگر آپ جانوروں کے ساتھ رحم واخلاق اور انسانیت کا برتاؤ ضروری نہیں سمجھتے تو اپنے ہی نوع کیساتھ تو ضروری سمجھتے ہیں۔ بس گاؤ کُشی اسی خیال سے ترک کر دیجیے کہ آپ کے ہمسایہ بھائیوں کی دل آزاری کا باعث ہے۔ میں آپ کو سلطنتِ ایران کا ایک واقعہ سناتا ہوں جو اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور امید ہے کہ اِس واقعہ سے آپ سبق حاصل کرینگے۔

کچھ دن ہوئے کہ شاہِ ایران نے بوشہر کو اپنی تشریف آوری کی عزت بخشی۔ شاہ سے پہلے اُن کے چچا فرمان فرما جو ایک جلیل القدر عہدہ پر ممتاز ہیں تشریف لانے والے تھے۔ اسٹیشن ماسٹر ایک ہندو بنگالی تھا۔ لوگوں نے شاہ کی آمد کے اعزاز میں حسبِ دستورِ ایران گائے کی قربانی کا ارادہ کیا۔ مگر ہندو بابو کی خاطر یہ قصد ترک کرکے مینڈھوں کی قربانی کی گئی۔ فرمان فرما نے پوچھا کہ گائے کی قربانی کیوں نہیں کی گئی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اسٹیشن ماسٹر ہندو ہیں اُن کی دل آزاری کے خیال سے مینڈھوں کی قربانی کو گائے کی قربانی پر ترجیح دی گئی۔ فرمان فرما اِس بات سے بہت خوش ہوئے اور اِس طریقِ عمل کی تعریف کی۔ اسی طرح جب بادشاہِ ایران رونق افروز ہوئے تو ایک یہودی نے ہاتھ پاؤں باندھکر ایک گائے کو راستہ میں ڈال دیا۔ شاہِ ایران نے موٹر پر سوار ہوتے وقت اُس گائے کو جب اِس حالت میں دیکھا تو بہت متاثر ہوئے اور حکم دیا کہ اِس گائے کو آزاد کر دو اور ذبح نہ کرو“

رنگ نکھارتا ہے۔ امراضِ سینے کو نافع ہے۔ تازہ دودھ جس میں گرمی باقی ہو پینا مقوی قلب اور جوہرِ دماغ کو تروتازہ کرنے والا ہے۔ نسیان۔ مالیخولیا۔ وسواس۔ غم۔ خفقان۔ پھیپھڑے کے زخم اور سل کو جو تپ خلطی کے باعث نہ ہو مفید ہے۔ اس کا ٹپکانا اور طلا کرنا امراضِ چشم کو نافع ہے۔ شیر برنج کا کھانا ملیّنِ طبع اور مقوی باہ ہے۔ اس کا طلا سفیدہ قلعی کے ساتھ نقرس اور اورام حار کے لیے حکمائے ہند نے مفید لکھا ہے۔ سفید گائے کا دودھ رافع سودا ہے اور سیاہ گائے کا دودھ دافعِ صفرا ہے۔ سرخ گائے کا دودھ قاطعِ بلغم ہے اور زرد گائے کا دودھ تینوں خلطوں کا قاطع ہے۔ گائے کا دودھ تمام زہروں کا تریاق ہے۔ وہ تمام قیمتی اجزا جن سے ہماری زندگی تندرستی اور خوبصورتی عرصہ دراز تک قائم رہ سکتی ہے دودھ میں مکمل طور پر موجود ہیں۔ یہی سبب ہے کہ دو تین سال تک بچہ صرف دودھ ہی پر گزارہ کر سکتا ہے۔ دودھ جیسا کہ بچوں کے لیے کامل غذا ہے ویسا ہی ہر عمر کے انسان کیلیے پوری غذائیت رکھتا ہے۔ جو شخص صرف دودھ پر گزارہ کرے اُس کا جسم سڈول اور خوبصورت رہیگا نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں اُس کی عقل سبک اور درست رہیگی۔ خیالات میں پاکیزگی پیدا ہوگی۔ اور غذا تو در کنا اُسے پانی کی بھی خواہش پیدا نہ ہوگی۔

جو لوگ سخت سے سخت سوداوی امراض میں مبتلا ہیں اگر تمام دوائیں چھوڑ کر صرف گائے کا دودھ پینا شروع کریں بشرطیکہ گائے پوری طرح تندرست اور جوان ہو تو چند روز میں بالکل تندرست ہو جائینگے۔ ایسے اشخاص کو ۲۴ گھنٹہ میں تین سیر دودھ بالکل کافی ہے۔

ایک لاغر۔ دبلا پتلا اور کمزور آدمی اگر صبح شام کی غذا کے علاوہ ۲۴ گھنٹہ میں ڈیڑھ دو سیر دودھ پی لیا کرے اور ساتھ ہی ورزشِ جسمانی بھی جاری رکھے تو چند روز میں خوب فربہ اور توانا بن سکتا ہے۔

(۱) گائے کے دودھ میں مغز بادام اور مصری ملا کر کھانے سے دردِ شقیقہ دور ہو جاتا ہے۔ صرف گائے کے دودھ کا کھویہ مصری کے ساتھ ملا کر کھانے سے بھی دردِ شقیقہ (آدھا سیسی) کو مفید ہے۔

(۲) پاؤ بھر یا آدھ سیر گائے کے دودھ میں مصری ملا کر پینے سے دھتورہ۔ کنیر اور بھنگ کا نشہ کافور ہو جاتا ہے۔

(۳) طوطیا۔ بچھناک۔ سنکھیا۔ مردار سنگ کھا جانے پر اگر گائے کے دودھ سے جس میں مصری ملی ہوتے

جانا چاہیے۔

اِس کا خون نہایت گرم و خشک ہے۔ ذبح کے وقت اگر چوتھائی اوقیہ کھا لیا جائے تو یہ ایسا سمِ قاتل ہے کہ زندگی محال ہو جائے۔ اگر اس کا گوشت بچا کر اور خون میں ڈبو کر کسی شیشہ میں رکھیں اور منہ کو مضبوطی سے بند کر دیں تو چالیس دن کے بعد اس میں کیڑے پڑ جائینگے۔ یہ کیڑے ایک دوسرے کو کھانے لگیں گے۔ جب ایک کیڑا باقی رہجائے تو اُسے سمِ قاتل سمجھنا چاہیے۔ اگر اس میں سے ۲ ماشہ کسی کو کھلا دیا جائے تو اُسی وقت مر جائے۔ اگر اُسے اجوائن کے ساتھ پیس کر کوئی ناس لے تو فوراً بیہوش ہو جائے۔

ایک اور کتاب میں مذکورۂ بالا خواص کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ دماغ کی طرف بخارات ردی چڑھاتا ہے اور مسوڑھوں اور ہونٹھوں میں ورم پیدا کرتا ہے۔

ایک کتاب میں مذکورۂ بالا نقصانات کے علاوہ لکھا ہے کہ دانتوں میں درد پیدا کرتا ہے۔ مولدِ صفرا و بلغم ہے۔ چیچک۔ گندذہنی۔ گندہ دہنی۔ جنون۔ نسیان۔ داد۔ خارش اور رعشہ کا باعث ہے۔

الغرض تمام طبی کتابیں گائے کے گوشت کی خوفناک مضرتوں سے بھری پڑی ہیں۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات میں بھی نہایت مضر ثابت ہوا ہے۔ بیرن لیگ صاحب جو یورپ کے بہت بڑے ماہر کیمسٹری ہیں اور اُن کی تحقیقات خاص و عام میں نہایت مستند مانی جاتی ہے لکھتے ہیں کہ نباتاتی خوراک خاصکر ہر قسم کے غلہ اور اُنکی روٹی میں اتنا ہی طاقت دینے والا جز ہوتا ہے کہ جتنا بیل اور کسی جانور کے گوشت میں۔ چنانچہ اگر تین آدمیوں سے ایک کو تو صرف بیل کا گوشت اور روٹی۔ اور دوسرے کو صرف روٹی۔ اور تیسرے کو صرف آلو دیا جائے تو یہ تینوں اُس غذا کے نہ ملنے سے جو دوسروں کو ملتی ہے یہ سمجھیں گے کہ ہم پر بڑی مصیبت نازل ہوئی۔ مگر ان کے کھانے کے قوت بخش اجزا میں صرف اتنا ہی فرق ہوگا کہ ہر ایک کے کھانے کا اثر اُس کے دماغ اور رگوں پر علیحدہ علیحدہ ہوگا۔

یہ گوشت کی مضرتوں کا بیان تھا۔ اب ذرا دودھ کی منفعت پر بھی توجہ کیجیے۔ اُسی مخزن میں جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے گائے کے دودھ کے متعلق حسبِ ذیل باتیں لکھی ہیں:۔

سریع الہضم ہے۔ طبیعت کو مُلائم کرتا ہے۔ منی پیدا کرتا ہے۔ بدن کو فربہ اور تیار کرتا ہے۔ رخساروں کا

(۱۶) گائے کے دودھ میں تین رتی سونٹھ اور سونف کا سفوف ملا کر پینے سے ہچکی دور ہو جاتی ہے۔

یہ تو گائے کے دودھ کے فوائد ہیں جن کو ہم نے بالاختصار بیان کیا۔ چھاچھ۔ مکھن اور گھی کے فوائد اسکے علاوہ ہیں گائے کی چھاچھ صدہا امراض کے لیے نہایت مفید ہے۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ پرانے اسہال کے لیے اس سے زیادہ مجرب اور تیر بہدف کوئی دوا نہیں۔ بعض ڈاکٹر اور اطبا سل ودق کا علاج بھی صرف گائے کی چھاچھ سے کرتے ہیں۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ معدہ اور امعا کی وہ بیماریاں جن کو لاعلاج سمجھ لیا گیا تھا گائے کی چھاچھ سے دور ہو گئیں۔ چھاچھ کی طرح گائے کے دودھ کا مکھن بھی بہت سے امراض کے لیے اکسیر ہے۔ اندرونی امراض جن میں ترطیب کی ضرورت پیش آتی ہے گائے کے مکھن سے بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔ ایسی غذا جو نہایت مقوی ہونے کے باوجود سریع الہضم اور لطیف بھی ہو اور گوناگوں فوائد رکھتی ہو صرف گائے کے دودھ کا مکھن ہے۔ گائے کا گھی بھی اپنے فوائد کے لحاظ سے ایک عجیب وغریب چیز ہے۔ صدہا امراض کی دواؤں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کو پیغمبر اسلام علیہ السلام نے دوا کہا ہے۔ لیکن کس قدر افسوس ہے کہ باوجود ایسی نعمتوں کے جو دوا اور غذا دونوں کا حکم رکھتی ہیں ہم نے اپنے آپ کو محروم کر رکھا ہے۔ اس کا اندازہ وہ لوگ کر سکتے ہیں جو ضرورت کے وقت گائے کے مکھن اور گھی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور کسی قیمت پر میسر نہیں آتا۔ حالانکہ اگر ہندوستانی توجہ کریں اور ان کے دل میں اس کی ضرورت کا صحیح احساس پیدا ہو تو یہ چیزیں ہر گھر میں با فراط میسر آسکتی ہیں۔

حفاظتِ گائے کے متعلق مسلمانوں کے خیالات

مسٹر مظہر الحق

گائے کی قربانی تمام ہندوستان میں قطعاً بند کر دی جائے۔ یہ نہایت شرم کی بات ہے کہ ہم مسلمان اپنے ہندو بھائیوں کا اپنے طرزِ عمل سے دل دکھاتے ہیں۔ میں حتے الوسع کوشش کرونگا کہ گائے کی قربانی اہلِ اسلام چھوڑ کر ہندؤں کے سچے بھائی ہو جائیں۔

کو شفا حاصل ہوتی ہے۔

(۴) اگر گائے کے دودھ میں تولہ بھر شہد ملا کر پئیں تو بلغم پیدا نہیں ہوتا۔ طاقت بڑھتی ہے اور جسم کی سمیت دور ہوتی ہے۔

(۵) اگر کوئی پیا ہوا شیشہ نگل جائے تو اُس کے لیے دودھ کا پینا مفید ہے۔

(۶) غیر مصفی گندھک کھانے سے جو گرمی اور دوران سر لاحق ہوتا ہے اُس کے لیے کئی روز تک گائے کا دودھ مصری ملا کر پینا چاہیے۔

(۷) اونٹے ہوئے دودھ میں مصری اور شہد ملا کر پینے سے خوب طاقت پیدا ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر مقوی کوئی دوا نہیں ہے۔

(۸) تپ کہنہ کے لیے گائے کا دودھ اکسیر ہے۔ اگر پیپل۔ سونٹھ یا چھوارہ ڈالکر جوش کر لیا جائے تو اور بھی بہتر ہے۔

(۹) شکر یا گڑ ملا کر نیم گرم دودھ پینے سے پیشاب کھل جاتا ہے۔ اور ریگ مثانہ کو بفراغت خارج کرتا ہے۔

(۱۰) کپڑے کی کئی تہ بنا کر اور تہوں میں پھٹکری چھڑک کر دودھ میں کپڑا بھگو لیا جائے اور اُسے آنکھوں پر رکھا جائے تو سوزش دور ہو جاتی ہے۔

(۱۱) گائے کے کچے دودھ میں تھوڑا گھی اور مصری ملا کر پینے سے بچوں کی وہ گرمی دور ہو جاتی ہے جو چیچک کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

(۱۲) گائے کا دودھ گرم کر کے کالی مرچ اور مصری پیس کر ملائیں۔ اس سے نزلہ اور زکام کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔

(۱۳) اگر دماغ پر گرم بخارات چڑھ گئے ہوں تو روئی گائے کے دودھ میں بھگو کر سر پر رکھیں فوراً فائدہ ہوگا۔

(۱۴) گائے کے دودھ میں ہموزن پانی ملا کر پینے سے پیٹ اور دستوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

(۱۵) پاؤ بھر تازہ دودھ میں ایک یا نصف لیموں کا رس ڈالکر فوراً پی لیا جائے تو تین دن کے اندر بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے۔

گائے کی حفاظت اعلیٰ طریقہ پر ہوتی ہے۔ گائے کی حفاظت کی برکت یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کے قوے نہایت عمدہ ہیں کیونکہ انہیں دودھ دہی اور مکھن گھی کی کمی نہیں ہے۔ کاش اہل ہند بھی اس نکتہ کو پا جائیں اور گائے کی حفاظت شروع کر دیں۔

مولانا حکیم عبدالحمید صاحب متوطن لاہور

گاؤکشی واجبات سے نہیں ہے۔ قربانی ضروری ہے لیکن قربانی کے وقت دیگر حیوانات کے ہوتے ہوئے گائے کی قربانی ضروری نہیں۔ دودھ دینے والے جانوروں کو ہلاک نہیں کرنا چاہیئے اور ڈیریوں کو تجارتی اصول پر قائم کرنا چاہیئے۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ چراگاہوں پر مالگزاری نہ لے اور گوالوں کے لیے آسانیاں بہم پہنچا دے تاکہ دودھ کی تجارت اُن کے لیے منفعت بخش ہو اور وہ اپنے جانور ذبح کرنے والوں کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔ ریلوے کمپنیوں کو دودھ کا کرایہ گھٹا دینا چاہیئے۔

میر کریم الدین صاحب امرتسر

کثرت گاؤکشی کے سوا اور کوئی سبب نہیں جس پر دودھ گھی اور مکھن کی گرانی کو مبنی قرار دیا جائے۔

خان بہادر نواب عمر دراز علی خاں صاحب رئیس کرنال

ہم سب لوگوں کو چاہیئے کہ یک دل و یک جان ہو کر گورکھشا میں کوشش کریں اور جہاں تک ہو سکے اس کارآمد و مفید حیوان کی پرورش میں بلا اتفاق مدد کریں۔ ہمارے ملک کی بہبودی اور ترقی زیادہ تر اسی جانور کی ترقی سے وابستہ ہے۔ غلہ کی پیداوار دودھ، دہی اور گھی کی افراط، رتھ، بہلی اور چھکڑا وغیرہ سواریوں کی آسائش، تلیہ رانی و آبپاشی و دیگر امور میں سہولت اسی مجسم خیر و برکت حیوان پر منحصر ہے۔ غور کرو کہ اس زمانہ میں گائے اور بیل کی قیمت کس قدر گراں ہو گئی ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم لوگ اس قدر نعمتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ پہلے ہر شخص کے گھر میں دودھ دہی اور مکھن کا ہونا معمولی بات تھی۔ اور اب صرف تاہم خاص خاص لوگوں کو میسر ہے۔ غریبوں کے بال بچے دودھ دہی کے نام کو ترستے ہیں۔

مسٹر اکبر عمر بیرسٹر ایٹ لا

ہندوستان میں جتنے اب بنجر زمین بیکار پڑی ہے۔ اگر وہ زمین زراعت کے کام میں لائی جائے تو ہزاروں

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب

مولوی عبدالباری صاحب اور ۱۰۰ علمائے افغانستان نے یہ فتوٰے دیدیا ہے کہ گائے کی بجائے کسی اور جانور کی قربانی کیا جانا مذہب اسلام کے اصول کے خلاف نہیں ہے۔ امیر افغانستان اور حضور نظام نے اپنے ممالک میں قربانی گاؤ کی ممانعت کر دی ہے۔ میں اپنے برادرانِ اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر بالکل نہیں تو جہانتک ممکن ہو بقر عید کے موقع پر کسی اور جانور کی قربانی کریں۔

خان بہادر احمد شاہ صاحب آنریری ڈسٹرکٹ جج لدھیانہ

گئو رکھشا ایک مقدس اور متبرک کام ہے اور گائے کا دودھ انسان کے لیے ایسا مفید ہے جیسا کہ والدہ کا دودھ بچہ کے لیے۔ ماں کے دودھ سے بچہ دو ڈھائی سال پرورش پاتا ہے لیکن گائے کے دودھ سے انسان اپنی تمام زندگی میں پرورش حاصل کرتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گائے ماں سے زیادہ مفید ہے۔ گائے کے دودھ سے مکھن گھی اور طرح طرح کے لذیذ کھانے بنتے ہیں۔ لیکن ماں کے دودھ میں یہ بات نہیں ہے۔

کسی حیوان کا دودھ گائے کے دودھ کی طرح تاثیر نہیں رکھتا۔ اگر کوئی شخص صرف گائے کا دودھ اپنی خوراک سمجھکر کھائے تو اُس کا وجود قوی اور زندگی طویل ہوتی ہے۔ اُس کا دماغ مضبوط اور عقل تیز و سلیم ہوتی ہے۔ یہی سبب تھا کہ مقدس رکھیشر اس کے دودھ سے زندگی بسر کرتے تھے اور جنگلوں اور پہاڑوں میں یادِ الٰہی کرتے تھے۔

ہندوستان کے لیے گائے اتنی مفید ہے کہ سارے ملک کی زندگی اُس پر منحصر ہے کیونکہ ہماری زندگی زمین کی پیداوار پر موقوف ہے اور پیداوار گائے کے بچوں پر۔ اگر گائے کے بچے کم ہو جائیں تو ہماری مشکلات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ان حالات کی بنا پر ضروری ہے کہ جابجا قصبات اور دیہات میں گؤشالے قائم کیے جائیں اور گورنمنٹ سے درخواست کی جائے کہ وہ جنگلات کا کچھ حصہ چراگاہ کے لیے عطا کرے۔

فقیر محمد صاحب مقیم افریقہ

اگر مسلمان گاؤکشی سے احتراز کریں تو جج بھی اور رینج بھی کا مقولہ اُن پر صادق آئے یعنی۔ اپنے ہمسایوں کی دل آزاری سے بچیں اور گائے کی حفاظت کر کے دودھ اور گھی زیادہ پیدا کریں۔ اس وقت افریقہ میں پاؤ بھر دودھ دینے والی گائے کی قیمت سو روپے ہے۔ اس کے باوجود دودھ چار پیسے سیر بکتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہاں

ہندو یا مسلمان تندرست اور قوی نہیں رہ سکتے۔ اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ دودھ اور مکھن اور چھاچھ تو بھینس بکری اور بھیڑ بھی مہیا کر سکتی ہے۔ گائے کیوں مخصوص کی جائے۔ اس کے جواب میں میں نہایت جرأت اور دلیری سے عرض کرونگا کہ صحت بخش دودھ اور انسانی قوت کیلیے ہر ایک عمر میں مفید گائے ہی کا دودھ ہے اور اس تمام سمع خراشی سے میری مراد یہ ہے کہ گائے کی قربانی ہر اعتبار سے عید الضحےٰ پر معیوب ہے۔

منشی عبید اللہ خاں صاحب (اندور)

عرب میں اناج وغیرہ بہت کم پیدا ہوتا تھا۔ اس لیے خدا نے گائے۔ بکری۔ بھیڑ۔ اونٹ حلال کر دیے تاکہ مسلمان انہیں کھا کر اپنا پیٹ پالیں اور بھوک کی تکلیف اٹھا کر نہ مریں۔ ہم ہندوستان کے باشندوں کو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے یہاں انسانی ضرورت کی بے شمار چیزیں ایک سے ایک بڑھکر مزیدار پیدا کی ہیں۔ پھر کیوں ہم مسلمان گائے کا گوشت کھائیں۔ سچ تو یہ ہے کہ گائے کے گوشت میں بالکل مزہ نہیں ہے۔

نوّاب وقار الملک مرحوم

جس وقت سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میرے یہاں سوائے بکروں۔ بکریوں اور مینڈھوں کے کسی دوسری قسم کی قربانی نہیں ہوئی ہے۔ میں دل سے اس کا خواہشمند ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں میں صلح اور اتحاد قائم رہے۔ ہندوستان کی ہمدردی سے مسلمانوں کا دل لبریز ہو رہا ہے۔ اور اس قسم کی اپیل برمحل ہوگی۔

مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محل

مسلمانوں کے مذہب نے دل آزاری روا نہیں رکھی ہے۔ بالخصوص ہمارا گروہ اہلِ تصوف مرنجاں مرنج کا پابند ہے۔ جو کچھ آپ نے قربانی گاؤ کے متعلق تحریر فرمایا ہے میں اس کی بے حد قدر کرتا ہوں۔

حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی

میں نہ کسی حلال کو حرام کہتا ہوں اور نہ کسی حرام کو حلال۔ حلال جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے۔ مگر میں ایک درویشی طریقہ کو پسند کرتا ہوں کہ شوقیہ گوشت کا کھانا بھی چھوٹ جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ بہت سے گوشت اور

من غلہ نہیں میسر آسکتا ہے لیکن صورت معاملہ یہ ہے کہ بیس سال پہلے جو بیل دس روپئے میں لیکر بیس بیگہ زمین پر زراعت کرسکتا تھا وہ سو روپئے میں ایک بیل لیکر آدھ بیگہ زمین نہیں جوت سکتا۔ حیرانی کا مقام ہے کہ ساری دنیا میں جانوروں کی ترقی ہورہی ہے اور یہاں کمی ہے۔ یہاں بھی گائے کی نسل میں ترقی ہونی چاہیے تھی اور ترقی ہونے کی وجہ سے قیمت میں تنزل واقع ہونا چاہیے تھا۔ مگر صورتِ حال اور ہے۔ گائے کی وہ عمر جس میں وہ مفید کام کرتی ہے یعنی دودھ دیتی اور بچے پیدا کرتی ہے وہ صرف ۹ سال کی عمر ہے اور اس نو سال کی عمر کی اوسط سے اگر ۹ سو گائیں ہوں اور ایک سو بیل ہوں تو اُن کی تعداد ۱۲ سال میں ۴۰۰ ۱۲۰ تک پہنچنی چاہیے۔ لیکن اگر اسی مدت میں اُن کی تعداد ۱۲ سو تک پہنچے تو یہ تنزل ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چونکہ آدمیوں کی تعداد بڑھ گئی ہے اس لیے بیلوں کی قیمت میں فرق آگیا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ چونکہ غلہ بڑی تعداد میں دیگر ممالک کو روانہ کیا جاتا ہے اس لیے غلہ گراں ہے ورنہ پیداوار کی حالت بہت اچھی ہے۔ بمبئی میں غلہ کے بھاری انبار دیکھکر بھی یہ ماننا پڑتا ہے کہ شاید اسی وجہ سے غلہ گراں ہے مگر اس کے باوجود یہ امر حیرانی پیدا کرتا ہے کہ گھی اور دودھ بھی مہنگا ہو گیا ہے۔ دودھ کن ڈبوں میں بند کرکے ولایت روانہ کیا جاتا ہے؟ واقعات یہ ہیں کہ آجکل جس قدر گائیں ہلاک کی جاتی ہیں پہلے زمانہ میں اس قدر ہلاک نہیں ہوتی تھیں۔ اہلِ اسلام میں گائے کا ذبح کرنا جائز تو ہے لیکن لازمی نہیں ہے مثلاً کوئی حدیث یہ نہیں کہتی کہ گائے کے ذبح کیے بغیر نجات نہ ہوگی۔ شیخ الاسلام نے بھی ہدایت کی ہے کہ گائے کی قربانی نہ کی جائے۔ شیخ الاسلام کا حکم ماننا ہمارے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر ہندو مسلمان دونوں ملکر گائے کی حفاظت کریں تو عیسائیوں کو بھی سمجھایا جاسکتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو اپنے بچوں کے لیے دودھ۔ گھی اور اناج کی ضرورت ہے تو مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہے کہ وہ گائے کی حفاظت میں ہندوؤں کے سینہ سپر ہوں۔

منشی علی مردان صاحب قریشی مختارِ عدالت

ایک شخص باشندۂ شہر کو جو صرف دال روٹی یا سالن وغیرہ پر گزارہ کرتا ہے یا ایک امیر کبیر کو جو گوشت پلاؤ روز مرّہ اُڑاتا ہے لے لو اور اُس کا مقابلہ ایک جاٹ سے جو صرف دودھ اور چھاچھ اور سوکھی روٹی پر گزارہ کرتا ہے کرو۔ زمین آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ اُس کے قویٰ صحیح سالم ہر قسم کی محنت و مشقت کے قابل ہونگے اور تکالیف کا سامنا کرنے کیلیے تیار ہونگے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ دودھ، دہی اور چھاچھ کے بغیر ہندوستان میں

(۲) چراگاہ میں سانڈوں کے لیے علیحدہ باڑہ ہونا چاہیے۔ یہ باڑا اچھا کشادہ ہو تاکہ اس کے اندر سانڈ اچھی طرح چل پھر سکیں اور اُس کی گھاس سے اپنا پیٹ بھر سکیں۔ ان کو موسمی تکالیف سے بچانے کے لیے ایک پناہ گاہ بھی بنائی جائے

(۳) گاؤں کے ضعیف اور ناکارہ جانوروں کو جنہیں اُن کے مالک مفلسی اور ناداری کی وجہ سے خود نہ رکھ سکتے ہوں اس چراگاہ میں داخل کر لیے جائیں۔ نگران کے لیے ایک علیحدہ قطعہ مخصوص کر دیا جائے تاکہ زبردست مویشی ان کو ستانہ سکیں اور ان کی بیماری کا اثر دوسرے مویشیوں پر نہ پڑسکے۔ اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اُس کی لاش مالک کے سپرد کر دی جائے۔

(۴) چراگاہ کو عمدہ حالت میں رکھنے اور سانڈوں وغیرہ کی تسلی بخش نگہداشت کے لیے ضروری ہے کہ یہ کام موضع کی پنچایت کے سپرد ہو۔ اس پنچایت کا فرض ہو کہ وہ مواشی کے لیے ہر طرح کی ضروری دوائیں بہم پہنچائے اور مناسب شرائط پر گاؤں کے مویشیوں کو چراگاہ سے فائدہ اُٹھانے دے۔ اس طرح کی دیہی پنچائتیں ضلع کی محافظ گائے کمیٹیوں کی ماتحت ہوں اور ہر مہینے یا ہر سہ ماہی پر اپنی کارگزاری اور دیگر ضروری امور سے متعلق کمیٹیوں کو مطلع کرتی رہیں۔

(۵) جن آسان شرائط پر ان چراگاہوں میں مویشی لیے جائیں اُن کو حسب ذیل ہونا چاہیے:۔ لیکن مقامی ضروریات کے لحاظ سے ان میں کمی بیشی کر لی جائے۔

(۱) چراگاہ کا کوئی صرفہ وصول نہ کیا جائے۔ صرف مویشیوں کی رکھوالی کی ایک معمولی فیس ششماہی یا سالانہ لی جائے۔ اور اس فیس میں مویشی کی حیثیت کا خیال رکھا جائے۔

(۲) چراگاہ میں صرف اُن مویشیوں کے چرنے کی اجازت دی جائے جو باشندگانِ موضع کی خانگی اور زراعتی اغراض کے لیے پالے گئے ہوں۔ ان مواشی کو نہ رکھا جائے جو تجارتی مقصد سے رکھے جائیں۔ کیونکہ تجارتی مویشی اگر شامل کیے گئے تو لوگ چراگاہوں سے ناجائز فائدہ اُٹھانے لگیں گے۔

(۳) جب چراگاہ کے منتظم مویشیوں کے پالنے کا کام اپنے ذمے لیں گے تو اُنھیں حق حاصل ہوگا کہ مالکوں کو مویشیوں کی ناجائز فروخت سے روکیں یعنی اُن کو ذبح کے لیے فروخت نہ ہونے دیں

(۶) دیہات میں جو پنچایتیں اس مقصد سے قائم کی جائیں اُن کے فرائض حسب ذیل ہونے چاہئیں:۔

مجھ کو ہمارے حلقہ کے تمام لوگ بچپن سے خراب چیزیں [illegible] ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ کسی قسم کے گوشت ہی کی ان کو عادت نہ ہو اور میں یہ حضرت عمرؓ کی بات پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ وہ جناب فرمایا کرتے تھے ایاکم واللحم فان لہ ضراوۃ کضراوۃ الخمر یعنی اے لوگو گوشت خوری سے بچو۔ اس کی عادت شراب کی سی عادت ہے کہ پھر چھوٹنا دشوار ہو جاتا ہے (موطا امام مالک صفحہ ۳۴۳)

ہندوؤں کی جرم آمیز غفلت اور گائے کی حفاظت کی ضرورت

ہندوستان کا کوئی شہر لیجیے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس شہر میں کم و بیش پچاس ساٹھ ہندو امیر لوگ ضرور ہوں گے۔ لیکن آپ کو بوڑھی گائے ایک بھی نظر نہیں آئیگی۔ غریب لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ عام طور پر ہندو صاحبان گائے کا دودھ اُس کی جوانی تک استعمال کرتے ہیں جب وہ بوڑھی ہونے لگتی ہے تو اُسے فروخت کر ڈالتے ہیں۔ جب امراء کی یہ حالت ہے تو غریبوں کو یہ مقدور کہاں کہ بوڑھے جانوروں کو کھلا پلا سکیں۔ لیکن انصاف سے دیکھیے تو یہ بات کیسی خلاف انسانیت ہے اور کس قدر خود غرضی پر مبنی ہے کہ جس ذی روح کے شباب سے ہم نے فائدہ اُٹھایا اُسے بڑھاپے کے وقت بے بسی کی حالت میں چھوڑ دیں اور اُس کی خبر گیری نہ کریں۔ اگر یہ احساس لوگوں میں پیدا ہو جائے اور وہ صاحبان جن کو ہر طرح کا مقدور حاصل ہے ایک ایک گائے کی پرورش اپنے ذمہ لے لیں تو لاکھوں گائیں آسانی کے ساتھ پرورش پا سکتی ہیں۔

ہندوؤں نے جو گائے کو ماتا کہتے ہیں اور صبح اُٹھکر اُس کی زیارت کو وسیلۂ نجات جانتے ہیں آجتک اِس ملک میں تنہا یا مشترکہ طور پر نہ تو کوئی شاندار چراگاہ بنائی اور نہ کوئی مویشیوں کا اسپتال قائم کیا۔ یہ کیسے افسوس کی بات ہے۔

ہم نے اس کتاب میں جہاں گائے کے فوائد اور دیگر مطالب پر بحث کی ہے مختصر طور پر یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں گائے کی نسل کو ترقی دینے اور اس مفید جانور کی نگہداشت کرنے کی کیا صورتیں اور کیا وسائل ہیں جن کو ہندو مسلمان دونوں ملکر اختیار کریں۔ یہ وسائل حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر بستی میں ایک وسیع چراگاہ قائم کی جائے جس کے ساتھ پانی کا بھی کافی انتظام ہو اس میں سایہ دار درخت بھی ہونے چاہئیں۔ جہاں دھوپ کے وقت مویشی آرام کر سکیں۔

موجودہ حالت کا سابق کی حالت سے موازنہ کیجیے۔ مہاراجہ قنوج کے ہاں ۸۰ ہزار فوج زرہ پوش ۳۰ ہزار سوار ۵ لاکھ پیادہ ۳۰ ہزار تمولیوں کی دوکانیں اور ۶۰ ہزار گھر ارباب نشاط کے تھے۔ اسی طرح دیگر مقامات کا حال تھا پھر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ گھی دودھ کی کمی آبادی بڑھنے سے نہیں بلکہ مواشی گھٹنے سے ہے۔

گھی اور دودھ کی کمی سے انسانی قوٰے روز بروز کمزور ہوتے جاتے ہیں اس کا اندازہ سن رسیدہ لوگوں سے ہو سکتا ہے جو موجودہ نسلوں سے ہر طرح طاقتور ہیں۔

بوڑھی گایوں کو اس خیال سے ذبح کرنا کہ اب وہ دودھ دینے کے قابل نہیں رہی ہیں۔ انتہائی خودغرضی اور احسان فراموشی ہے۔ علاوہ بریں جب جوان گائے کا گوشت طبی حیثیت سے نہایت مضر ہے تو بوڑھی گائے کا گوشت تو اور بھی نقصان رساں ہوگا اور اس سے طرح طرح کے عوارض پیدا ہونگے۔

بھینس کی نسل گائے سے کم ہے۔ جتنے عرصہ میں بھینس ۳ مرتبہ بچہ دیتی ہے گائے ۵ مرتبہ بچہ دیتی ہے اگر بھینس سے دودھ اور گھی بکثرت ہوتا تو گاؤکشی کی حالت میں یہ گرانی نہ ہونے پاتی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ گائے کم دودھ دیتی ہے۔ گوکن و دکن وغیرہ کی گائیں دس پندرہ سیر دودھ دیتی ہیں۔ پھر گائے کا دودھ جو فائدہ رکھتا ہے وہ کسی اور جانور میں نہیں ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ بیل کی بجائے بھینسے زراعت کا کام دے سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیل کی قیمت ہمیشہ بھینسے سے زیادہ رہتی ہے۔

یہ خیال تو محض مضحکہ انگیز ہے کہ بیلوں کی بجائے اونٹ سے زراعت کا کام لیا جائے۔ عرب کی جو ایک ریگستانی ملک ہے اور بات ہے لیکن ہندوستان میں اونٹ سے بیل کے مقابلہ میں نہ زراعت کا کام لیا جا سکتا ہے اور نہ وہ باربرداری کے لیے موزوں ہے۔ پھر نم زمین اور خاصکر بارش میں تو اونٹ بالکل بیکار ہے اسی طرح گھوڑے بھی بیلوں کے قائم مقام نہیں بن سکتے۔ یورپ کیلیے گھوڑے موزوں کہے جا سکیں لیکن ہندوستان کے لیے بالکل بے سود ہیں۔ نم زمین میں گھوڑوں سے خالی گاڑی تو بمشکل کھنچتی ہے پھر بوجھ کیا کھینچ سکیں گے۔ علاوہ بریں جس طاقت کا بیل ۵۰ روپئے میں مل سکتا ہے اس طاقت کا گھوڑا سو سے کم میں نہیں ملے گا۔ اور جب سواری کے علاوہ کروڑوں بیگہ کاشت کے لیے بھی گھوڑوں کی مانگ ہوئی تو نہ معلوم اُن کی قیمت کس قدر زیادہ ہو جائیگی۔ پھر اس صورت میں گایوں کی پرورش جو زراعت کے ساتھ زیادہ آسان

(۱) مویشیوں کے تحفظ و بہتری کی ضرورت [illegible] بتائیں۔

(۲) مویشیوں کی ترقی نسل میں جو سہولتیں [illegible] ان کے اندر [illegible] کو شامل کریں اور اس کام کو مدد دینے کی ترغیب دیں۔

(۳) اپنے حلقے میں ایک [illegible] جانوروں کی بہتری کا [illegible] کریں۔ اپنے کھیتوں میں مختلف اقسام کے [illegible] کی کاشت کا [illegible] اور [illegible] دیگر کاشتکاروں کو انعامات دیں۔

(۴) جو مویشی ذبح ہونے سے بچائے جائیں [illegible] ان کے لیے ایک علیحدہ گوشالہ قائم کریں [illegible] کے لیے [illegible]

(۵) [illegible] مویشیوں [illegible] ضروری ہوں [illegible]

(۷) [illegible] کے اندر [illegible] کوشش [illegible] کے [illegible] کی جائے۔

(۸) جہاں ڈیری فارم قائم کیے جائیں [illegible] ان کی تجارت کو ترقی دی جائے۔

(۹) ان لوگوں کو [illegible] حسب حیثیت [illegible]

(۱۰) کوشش کی جائے کہ [illegible]

(۱۱) ہر شہر میں کمیٹیاں بنائی جائیں [illegible] درخواست کریں کہ وہ اس معاملہ میں مدد دیں۔

(۱۲) ہندو مسلمان دونوں قوموں کو [illegible]

آخری اور چند مفید باتیں

یہ خیال غلط ہے کہ غلہ کی گرانی بالکل غیر ملکی [illegible] بلکہ اس کی بڑی وجہ مواشی کی قلت ہے۔ جو گائیں ذبح ہوتی ہیں ہم ان کی آئندہ نسل سے محروم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بیلوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ بیل کم ہوئے تو کاشت میں لازمی طور پر کمی واقع ہوگی۔ کاشت میں کمی ہوئی تو گرانی کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

گھی اور دودھ کی گرانی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے نہیں ہے۔ اول تو آبادی کی کثرت ہی ثابت نہیں۔

نظمیں

میں یہاں نظموں کے درج کرنے کی کچھ ضرورت نہیں سمجھتا تھا۔ کیونکہ سنجیدہ دلائل کے ساتھ اشعار کی شرکت اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ مگر انسانی جذبات کا نمونہ دکھانے کے لیے بعض احباب نے اسکو بھی مناسب جانا ہے اسلیے چند نظمیں بھی آخر میں درج کی جاتی ہیں:۔

اسلام اور قربانی

(از جناب مولانا احمد حسن صاحب شوکت میرٹھی۔ مجدد السنہ مشرقیہ)

مسلمانو ذرا سمجھو کہ کیا شے ہے مسلمانی
یہ لفظِ سلم سے مشتق ہے اسلام اسکا ہے بانی

ہیں معنی سلم کے دنیا میں امن و صلح سے رہنا
مسلماں ہو کہ ہندو ہو۔ یہودی ہو کہ نصرانی

جو دیکھو غور سے اسلام ہی روح مذاہب ہے
اسی سے زندگی پاتی ہے جانِ انسی و جانی

نہ ہوتی صلح گر خاک و ہوا و آب و آتش میں
تو ہوتے جمع کیونکر یہ عناصر جو ہیں ظلمانی

بھلا دیکھا کسی نے ضد کو ملتے دوسری ضد سے
یہ اک اعجازِ فطرت ہے جو سمجھے عقلِ انسانی

نہیں انساں کا کام اس بھیوری سے منحرف ہونا
دکھا دے ورنہ کوئی جمع کر کے آگ اور پانی

یہی وہ صلح ہے جس سے نظام دہر قائم ہے
یہی وہ اُنس ہے جس سے بنی ہے نوعِ انسانی

کیا خود قدرت و فطرت نے ثابت ہر طرح پھر
مسلمانی جسے کہتے ہیں وہ ہے ترکِ حیوانی

خدا کہتے ہیں جس کو وہ نفقدار رحم و محبت ہے
وہ سمجھے گا یہ نکتہ معرفت کا جو ہے عرفانی

غذائے گوشت ہو سکتی ہے کیونکر فطرتِ آدم
غذا میوہ تھی اس کی خلد میں یا لحم قربانی

درندوں کا نہیں اسلوب ہرگز جسم انساں میں
چبائے ہڈیاں وہ اس میں کب ہیں تیز دندانی

بھلا کب لمبے لمبے نوکدار اس کو ملے ناخن
نہ کچلی پھاڑنے والی ملی از حکمِ ربانی

جسے ہندوستاں کہتے ہیں وہ اک خوانِ نعمت ہے
بقولات اس میں ہیں پھل اس میں ہیں کثرت سے لاثانی

ہے۔ مفقود ہو جانے سے دودھ گھی ہندوستان سے بالکل ناپید ہو جائیگا۔ جو غریب کاشتکاروں کیلیے ناقابلِ برداشت ہے کلوں سے بھی بیلوں کا کام نہیں لیا جا سکتا۔ غریب کاشتکار اتنا روپیہ کہاں سے لائینگے کہ ولایت سے کلیں منگوائیں اُن کے چلانے کے لیے انجینیر اور ڈرائور ملازم رکھیں۔ ملک میں اتنا کوئلہ بھی نہیں اور نہ اب ہندوستان کی اقتصادی حالت اس کی مقتضی ہے کہ رہی سہی دولت ولایت کے مشین سازوں کی نذر کر دی جائے۔ اور ہندوستان کو مواشی اور اُن کے فوائد سے بالکل محروم کر دیا جائے۔

جو لوگ یہ سمجھکر کہ انسانوں کی امداد سے فرصت کہاں کہ جانوروں کی امداد کی جائے۔ گئورکھشا سے پہلوتہی کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ گئورکھشا دراصل انسانوں ہی کی رکھشا ہے۔ جیسا کہ پہلے حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔

زخمی جانوروں کو گولی سے مار دینا انگریز رحم سمجھتے ہیں اور اُن کی تقلید میں بعض ہندوستانی بھی اسے پسند کرتے ہیں بے شک رحم اچھی خصلت ہے۔ لیکن جب آپ کا کوئی عزیز ہاتھ پاؤں سے بیکار یا مایوسانہ طور پر بیمار ہو جاتا ہے تو اُس کے ساتھ آپ یہ رحم کا برتاؤ کیوں نہیں کرتے جبکہ حیوان کی بہ نسبت انسان آپ کے رحم کا زیادہ مستحق ہے۔

بعض صاحبان کا خیال ہے کہ گائے کا دودھ پینا بھی نامناسب ہے کیونکہ دودھ بھی خون کی ایک بدلی ہوئی صورت ہے اور پھر وہ اُس کے بچہ کا حق ہے نہ کہ دوسروں کا۔ لیکن یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ دودھ کی زیادتی خوراک و چارہ کی قسم پر ہے۔ اگر کھلی دی جائیگی تو دودھ بڑھ جائیگا اور بنولے دیے جائیں گے تو گھی۔ اگر دودھ دراصل خون ہے تو غور کرنا چاہیے کہ جس جانور کا آٹھ دس سیر دودھ یعنی خون روزمرہ نکلے گا وہ کیونکر زندہ رہیگا۔ اگر کہا جائے کہ کھلی اور چارہ کا روزمرہ خون بنتا ہے اور وہی دودھ ہوتا ہے تو یہ بھی خلافِ عقل و حکمت ہے۔ کہ صبح کے وقت دودھ یا بلفظ دیگر خون نکال لیا اور شام کو پھر ایسی جلدی اُس غذا سے خون بن گیا اور پھر فوراً اُسکا دودھ ہو گیا۔ یہ قیاس صحیح مان لیا جائے تو ہم اگر ۱۰ سیر دودھ دینے والی گائے کو ۲۰ یوم تک خوب کھلی اور چارہ دیتے رہیں اور دودھ قطعاً نہ نکالیں تو کیا ۲۰ یوم بعد اُس گائے کا وزن پانچ من بڑھ جائیگا؟ کیونکہ اُس کا دودھ یا خون نہیں نکالا گیا لیکن یہ ناممکن ہے۔

میرے گلے سے ظالم تیغِ جفا اُٹھا لے
سر پر نہ خون میرا او دُشمنِ وفا لے

جس میں اثر نہیں ہے وہ آہِ بے اثر ہوں　　خوں ہو کے بہہ گیا جو آنکھوں سے وہ جگر ہوں
حسرت ٹپک رہی ہے جس سے وہ چشمِ تر ہوں　　درماں نہیں ہے جسکا وہ دردِ چارہ گر ہوں

وہ آہِ نارسا ہوں آئے نہ جو زباں تک
نالہ وہ ہوں نہ پہنچا جو لب سے آسماں تک

صحرائے پُر فضا کا سودا کہاں وہ سر میں　　سرسبز وادیوں کا منظر کہاں نظر میں
ہوں آہ! کوئی دم کی مہمان تیرے گھر میں　　چُھریاں چبھو نہ قاتل میرے دل و جگر میں

بسمل نہ کر کہ ظالم میں صیدِ خستہ جاں ہوں
مجھ میں لہو کہاں ہے؟ میں مشتِ استخواں ہوں

صدمے غضب کے میری ننھی سی جان پر ہیں　　چُھریاں قضا کی چلتی مجھ ناتواں پر ہیں
لب پر ہے شور پیہم آئیں زبان پر ہیں　　ٹکراتے پھرتے نالے سر آسمان پر ہیں

دودِ دلِ برشتہ میں بو کباب کی ہے
خونابۂ جگر میں سُرخی شراب کی ہے

آ! قمریٔ کے وہ دن وہ لطفِ زندگانی　　تھے کتنے شوق افزا۔ اے حسرتا جوانی
چشموں میں وہ تھا نا۔ موجوں کی وہ روانی　　سبزہ کا وہ لہکنا۔ بہتا ہوا وہ پانی

کلیوں کا وہ چٹکنا۔ پھولوں کا وہ مہکنا
شاخوں کا وہ لچکنا۔ چڑیوں کا وہ چہکنا

سبزہ کا اوس کھا کر وہ صبحدم نکھرنا　　پانی میں ہلکی ہلکی کرنوں کا وہ بکھرنا
وہ ہمسنوں کا جھرمٹ وہ بن میں دوڑتے نا　　جنگل سے آ کے خوش خوش بچہ کو پیار کرنا

وہ وادیوں کا منظر وہ ٹھنڈی ٹھنڈی جھرٹیاں

پھر اس میں دودھ کی بھی ندیاں ہیں ہر طرف جاری — اگر وہ سوکھ جائیں ہند میں برسے گی ویرانی
کرو قربانیاں ایسی کہ جاں بخشی ہو جیووں کی — ہے سب قربانیوں سے بڑھ کے مال و زر کی قربانی
نہیں سمجھو و حسیدیوں کو تم آزار دینے میں — فسادوں کے بچو موقع سے ہے یہ حکم ربانی
نظر تقویٰ پہ رکھو یہ نصیحت ہے یہ شوکت کی — اگر ہو تم کو شک اس میں تو دیکھو حکم قرآنی

گائے کی فریاد

(از جناب منشی درگا سہائے صاحب سرور)

تجھ پہ دراز قاتل دست جفا نہ کرنا — خنجر سے میرے سر کو ظالم جدا نہ کرنا
خوں میری آرزو کا او بے وفا نہ کرنا — میں تیری خستہ ہوں مجھ سے دغا نہ کرنا

او ناسپاس بندے مجھ پر ستم نہ کر تو
میں آہ بے زباں ہوں نالوں سے میرے ڈر تو

معصوم بھولی بھولی مسکیں ہے میری صورت — میں پریم کی ہوں دیوی میں دھرم کی ہوں مورت
ہوں میں جگت کی ماتا سب پر ہے میری شفقت — تیری مربیہ ہوں لازم ہے شکر نعمت

پالا ہے دودھ تجھ کو قاتل پلا پلا کر
احساں کا آہ میرے کچھ تو عوض ادا کر

بکلیں جو تجھ کے خنجر قاتل نہ کر جفائیں — ڈر خون ناروا سے دوں گی تجھے دعائیں
مجھ خستہ جاں کے نالے تجھکو نہ خوں رلائیں — آئیں گی یاد برسوں ظالم تری وفائیں

محشر میں خون ناحق سے شرمسار ہو کر
اٹھے گا میرے غم میں تو سوگوار ہو کر

میں صید زخم خوردہ ہوں آہ تیرے گھر میں — مہماں ہیں تیری چھریاں قاتل دل و جگر میں
خوں میری حسرتوں کا ہے آہ بے اثر میں — آتے ہیں دل کے ٹکڑے کٹ کٹ کے چشم تر میں

بیکس سمجھ کے مجھ کو ظالم ستانے والے — چھاتی پہ چڑھ کے میرا سینہ دبانے والے
او ناسپاس! میرے احساں بھلانے والے — ڈر میرے خوں سے مجھ پر چھریاں چلانے والے

چھپ جائے حشر میں جو۔ یہ وہ لہو نہیں ہے
چھینٹے اُڑیں نہ کٹ کر۔ یہ وہ گلو نہیں ہے

بدنصیب گائے

(از منشی تلوک چند صاحب محروم)

دنیا میں رہ کے میں نے صدمے جو ہیں اُٹھائے — میں تجھکو گر سناؤں تو سُنکے سہم جائے
دریائے شیر کل تک جس گھر میں ہیں بہائے — اب خوں بہیگا میرا اُس گھر میں ہائے ہائے

ہوگا ثوابِ اعظم گر تو مجھے بچائے
او جانے والے! میں ہوں اک بدنصیب گائے

کل شب سے اپنا ماتم اس گھر میں کر رہی تھی — تیور ہیں سب کے بدلے میں دل میں ڈر رہی تھی
آ اے اجل! کہ پہلے مرنے سے مر رہی ہوں — جلدی گزر تو مجھ پر۔ جاں سے گزر رہی ہوں

آقا کی آرزو ہے مجھ پر چھُری چلائے
ہوں کب سے سرفگندہ میں بدنصیب گائے

میں بدنصیب گائے اس گھر میں جب سے آئی — سختی پہ تازہ سختی ہر روز اک اُٹھائی
وہ تشنگی۔ وہ فاقہ۔ بچوں کی وہ جدائی — اب منتظر ہوں تیری اے جورِ انتہائی

کب سر جُدا ہو تن سے کب دل کو چین آئے
سو جاؤں نیند اپنی میں بدنصیب گائے

بچوں کو جس کے پالا سو نعمتیں کھلا کر — اب مائلِ جفا ہے خنجر وہی اُٹھا کر
دے دے عذاب لاکھوں دلکو جلا جلا کر — تقدیر! مجھکو مارا تو نے ستا ستا کر

وہ بھینے بھینے جھونکے اور وہ سُہانی گھڑیاں

اے عمرِ رفتہ! ہے ہے وہ دن نہ آئینگے کیا؟ جھونکے کلی نہ میرے دل کی کھلائینگے کیا؟

غنچے نہ آہ! مجھ سے پھر مُسکرائینگے کیا؟ مرغِ چمن نہ مجھکو لوری سُنائینگے کیا؟

مجھکو نصیب کیا وہ آزادیاں نہ ہوں گی؟

کیا دور میرے دل سے ناشادیاں نہ ہوں گی؟

ناقوں سے یونہی قاتل کیا ناتواں رہوں گی؟ اپنی قضا کی یونہی کیا نوحہ خواں رہوں گی؟

کیا یوں ہی محوِ شیون میں خستہ جاں رہوں گی؟ کیا تیرے گھر میں یونہی ناشادماں رہوں گی؟

وہ دن نہ آہ مجھ کو کیا پھر نصیب ہوں گے؟

خوں میرے دل میں کب تک ارماں غریب ہوں گے؟

ہوں بے زباں دُکھیا روادِ غم کہوں کیا؟ رو رو کے آہ! قاتل تیرے ستم کہوں کیا؟

تیری گلی میں ہوں میں نقشِ قدم کہوں کیا؟ ہے آہ! زیرِ خنجر ہونٹھوں پہ دم کہوں کیا؟

جاتی ہوں میں جہاں سے۔ یہ عرض التجا ہے

قاتل ترا بھلا ہو۔ حافظ ترا خدا ہے

گھر تیرے مجھکو قاتل جیسے قضا ہے لائی، تقدیر نے ہے جب سے صورت تری دکھائی

ہو کر اسیر جب سے میں بدنصیب آئی، ناقوں سے چھوٹتی ہے مُنھ پر مرے ہوائی

دانہ ہے۔ اور نہ پانی ہے غم سے کام مجھکو

خونابۂ جگر ہے مشرب مدام مجھکو

برسوں سے تیرے گھر میں کھا کھا کے غم گھلا کی راتوں کو چُپکے چُپکے خونِ جگر پیا کی

بازآ جفا سے ظالم حد ہو گئی جفا کی آخر ہے انتہا بھی کچھ جورِ ناروا کی؟

چرکے جگر پہ ظالم تیغِ جفا کے کب تک

نکلیں گے آہ! ارماں میری قضا کے کب تک

بچپکر کدھر کو جاتی - میں بدنصیب گائے

محسن کشی پہ اُترا اپنے شکم کی خاطر
فعلِ زبوں کو تیرے وہ دیکھتا ہے ناظر

در پیش تجھ کو ظالم روزِ جزا ہے آخر
فکرِ مآل کرلے! ورنہ ہوں میں تو حاضر

گھی دودھ اور مکھن دل کو ترے نہ بھائے
کھانے کو رہ گئی کیا اک بدنصیب گائے؟

تو عضو عضو میرا کاٹے گا کاٹ ظالم
کس نے تجھے لگا دی یہ خوں کی چاٹ ظالم

دریائے غم کا میرے چوڑا ہے پاٹ ظالم
ہاں پار اُتار مجھ کو خنجر کے گھاٹ ظالم

لیکن بروزِ محشر کرنا نہ ہائے وائے
جب داد خواہ ہونگی میں بدنصیب گائے؟

گائے

(از جناب منشی فاضل مہاراج بہادر صاحب بی - اے - برق)

حیرت سے دم بخود ہوں میں ناشاد کیا کروں؟
کیسی بُری پڑی مری اُفتاد کیا کروں؟

کرتا نہیں کوئی مری امداد کیا کروں؟
میں گائے بے زبان ہوں فریاد کیا کروں؟

چہرے سے خود عیاں ہے جو کچھ میرا حال ہے
میں مُنہ سے کیا کہوں مری صورت سوال ہے

ہے ترجمانِ درد و الم خامشی مری
گویا زبانِ حال سے ہے بیکسی مری

مُنہ سے مرے برستی ہے بیچارگی مری
بدتر ہے اب تو موت سے بھی زندگی مری

ٹھنڈک سے کوئی دن نہیں ہوتا بسر مجھے
قصاب کی چھُری کا ہے ہر دم خطر مجھے

میں غم نصیب کشتۂ بیم و ہراس ہوں
برباد ہوں، تباہ ہوں، غم سے اُداس ہوں

انصاف کس سے چاہیں جا کر ترے ستائے
بے بس ہوں گی آخر میں بدنصیب گائے

کس کس کے مجھکو تو اب تک باندھتا ہے یعنی مرا تڑپنا تجھکو ڈرا رہا ہے
تڑپوں اگر میں طاقت اب مجھ میں کیا رہا ہے خنجر چلا چلا تو اب سر جھکا ہوا ہے
ہو صید تو مجھ سا اور دست و پا بندھائے
بے طاقت و تواں ہوں میں بدنصیب گائے

کھایا کہ تشنہ ہو سا تو نے دیا سو کھایا کب وقت پر کھلایا! کب وقت پر پلایا
لیکن مری زباں پر شکوہ کبھی نہ آیا انکار کب کیا ہے جب دوہنے کو آیا
بچھڑے کو دور باندھا تڑپا کیا وہ ہائے
اور دیکھتی رہی ہوں میں بدنصیب گائے

جس نے دیے دودھ تجھ کو اپنے جگر کے ٹکڑے تیرے ستم سے زخمی ہیں ان کے آہ کندھے
جو سو کھیت تیرے ہیں سبز لہلہاتے ثمرے ہیں سوچ! سارے یہ ان کی محنتوں کے
کھینچے جنہوں نے چھکڑے اور تیرے ہل چلائے
آخر انہی کی ماں ہوں میں بدنصیب گائے

میری ہی خوبیوں سے انسان تجھ کو مارا دیتی تھی دودھ سیروں جنگل سے کھا کے چارا
جیسے مگر ستم پر اس بات نے ابھارا نیکی کا بدلا نیکی پہلے تھی آشکارا
انسان نے یہ نئے ہیں قانون اب بنائے
وہ اشرف خلائق - میں بدنصیب گائے

افعال سے بشر کے تن خشک سالیاں ہیں باغ جہاں کی جس سے پژمردہ ڈالیاں ہیں
کیا بدر داجیاں ہیں! کیا بد خصالیاں ہیں ہم پر بھی اس کے باعث سو پائمالیاں ہیں
جلتے ہیں اس میں ہم بھی جو آگ یہ لگائے

اب ٹوٹتا ہے آہ مری نسل پر غضب
کٹنے لگے ہیں روز ہزاروں کے بے سبب

حیرت ہے میری جان پہ کیوں یہ عذاب ہو — بے سود کس لیے مری مٹی خراب ہے
کیا بے زباں کو مارنا کارِ ثواب ہے؟ — کیا اس سوال کا کوئی کافی جواب ہے؟

یہ آئے دن جو جان پہ میری وبال ہے
گھی دودھ کا اسی لیے بھارت میں کال ہے

مذہب کی رو سے میرا ستانا روا نہیں — چھریاں مرے گلے پہ چلانا روا نہیں
حکمت کی رو سے گوشت کا کھانا روا نہیں — بےکس کو خاک و خوں میں ملانا روا نہیں

اپنے بُرے بھلے کی پہچان چاہیے
یا خواہ مخواہ تم کو مری جان چاہیے

ہیں نفعے سینکڑوں مرے زندہ وجود سے — بنتی ہیں نعمتیں مرے گھی اور دودھ سے
بخشش میں میری ذات بری ہے قیود سے — یکساں ہے سب کو فیض مری ہست و بود سے

ہندو ہو، پارسی ہو، مسلمان ہو کوئی
سب مجھ سے مستفیض ہیں انسان ہو کوئی

سب ذاتِ با صفات پہ میری نظر کریں — تھوڑی ہے لوگ قدر مری جس قدر کریں
ایذا دہی سے میری سراسر حذر کریں — تدبیر پرورش کی مری سربسر کریں

مٹی کریں خراب نہ اِس جسمِ پاک کی
میں جیتے جی ہوں لاکھ کی مر کر ہوں خاک کی

ناشاد و نامراد پریشاں حواس ہوں   میں نقشِ نا اُمیدی ہوں تصویرِ یاس ہوں

پُرساں نہیں کوئی مرے حالِ خراب کا

ہر دم ہے سامنا مجھے تازہ عذاب کا

وہ دن بھی تھے کہ میری زمانہ کو چاہ تھی   اس طرح بے کسی سے نہ حالت تباہ تھی

غم سے نجات فاقہ کشی سے پناہ تھی   مجھ بے زباں کی خلقِ خدا خیر خواہ تھی

سمجھا ہوا تھا دودھ کی داتا ہر اک مجھے

کہتا تھا فخر سے "گئو ماتا" ہر اک مجھے

وہ دن بھی تھے کہ لوگ مرے جاں نثار تھے   مجھ پر نہ اس طرح ستمِ روزگار تھے

سب میرے غم شریک مرے غمگسار تھے   بھارت میں میرے پوچھنے والے ہزار تھے

سب سر بکف تھے میری حمایت کے واسطے

دیتے تھے جان میری حفاظت کے واسطے

امن و اماں نصیب تھا آٹھوں پہر مجھے   آرام سے گزرتے تھے شام و سحر مجھے

کرتے نہ تھے نظر سے جدا عمر بھر مجھے   رکھتے تھے ہاتھوں چھاؤں جہاں میں بشر مجھے

القصہ ہر طرح مری پرسش تھی ہند میں

حق تو یہ ہے کہ میری پرستش تھی ہند میں

یا اب یہ حال ہے مرا خواہاں کوئی نہیں   دنیا میں میرے حال کا پرساں کوئی نہیں،

صد حیف میرے درد کا درماں کوئی نہیں   ہو جس کے دل میں رحم وہ انساں کوئی نہیں

اس دیش میں جو تھے مرے ہمدرد کیا ہوئے؟

بھرتے تھے مجھ پہ جو نفسِ سرد کیا ہوئے؟

افسوس اب کوئی مری لیتا خبر نہیں،   اب میری بیکسی پہ کسی کو نظر نہیں

ایذا دہی سے میری کسی کو حذر نہیں   مذہب کا پاس، خوفِ خدا سر بسر نہیں

مصورِ فطرت حضرت مولینا خواجہ حسن نظامی مدظلہ کی تصنیفات و تالیفات

ادبی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی کتابیں

سیپارۂ دل۔ خواجہ صاحب کے تمام متفرق ادبی و دینی مضامین کا انتخاب ... ۱۲؍

چٹکیاں اور گدگدیاں۔ خواجہ صاحب کے ظریفانہ مضامین کا مجموعہ ... ۱۲؍

موت کا عشق۔ دنیا کی بھول سے بچانے اور موت کو یاد دلانے والے مضامین ... ۸؍
مجلد ... ۱۲؍

قبروں کے غیبی نوشتے۔ آنحضرت اور اہلبیت اطہار کے مزارات کے لیے مؤثر کتبے
قیمت ... ۸؍

جگ بیتی۔ دو سو مضامین کا مجموعہ ۸؍

فرام قبلہ تو شملہ۔ ہندوستان کے والیان ملک کے نام خط ... ۱؍

لڑائی کا گھر۔ حضرت مولینا خواجہ صاحب کے پانچ متفرق ... شہزادہ کی لاش۔ توپ خانہ ... ہوائی جہاز ... کا مجموعہ ... نظر ثانی و اضافہ مضامین حال ہی میں چھپوایا گیا ہے۔ قابل دید ہے ۵؍

مذہبی، تاریخی، ادبی کتابیں

فاطمی دعوتِ اسلام۔ اُن مسلمانوں کے ... اور مخفی طریقوں کا مفصل بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں خصوصاً فاطمیوں اور صوفیوں نے اشاعت اسلام کے لیے اختیار کیے ... ۸؍ مجلد ... ۱؍

میلاد نامہ۔ ... کا قابل دید میلاد شریف رسول اکرم کے حالات و اخلاق ۸؍ مجلد ...

محرم نامہ۔ ... کا مفصل بیان ... جنگ و جدل اور حسین کی ... شہادت ... کربلا کا دردناک نظارہ ... مجلد ...

یزید نامہ۔ ... مجلد ...

طمانچہ بر رخسار یزید ... کی ... مضامین کا ...

دلچسپ ... قیمت ۸؍

فلسفۂ شہادت۔ امام حسین ... ۱؍

گیارھویں نامہ۔ گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کی کتاب۔ حضرت غوث پاک کے حالات ... ۱۲؍ مجلد ...

سترھویں نامہ۔ حضرت امیر خسرو اور اُن کی سترھویں کے حالات اور کلام خسرو ... ۴؍

ادبی تاریخی کتابیں

غدرِ دہلی کے افسانے۔ حصۂ اول۔ بادشاہ اور اُن کی بیگمات کے دردناک حالات ۸؍
مجلد ... ۱۲؍

حصۂ دوم۔ انگریزوں کی بپتا ... ۶؍

حصۂ سوم۔ محاصرۂ دہلی کے خطوط ... ۴؍

حصۂ چہارم۔ بہادر شاہ کا مقدمہ قیمت ۱۰؍
مجلد کی قیمت ... ۱۴؍

حصۂ پنجم۔ غدرِ دہلی کے گرفتار شدہ خطوط۔ قیمت ... ۴؍ مجلد ۱۱؍

حصۂ ششم۔ غدرِ دہلی کے اخبار ۴؍

کرشن بیتی باتصویر۔ سری کرشن جی کی سوانح عمری قیمت غیر مجلد ... قیمت مجلد ...

آپ بیتی۔ خواجہ صاحب کی خود نوشت قابل دید سوانح عمری۔ قیمت ... مجلد ...

روزنامۂ سفر مصر و شام و حجاز باتصویر۔ خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے دلچسپ حالات قیمت ...

روزنامۂ سفر ہندوستان۔ خواجہ صاحب کے سفر بمبئی اور کاٹھیاواڑ وغیرہ کے حالات۔ قیمت ۱۲؍

رہنمائے سیر دہلی باتصویر۔ دہلی آنے والوں کو ہر چیز کا پتہ بتانے اور سیر کرانے والی کتاب ... مجلد ...

طریقت و شریعت کی کتابیں

تسخیر مہر و قہر۔ اعمال مجرب بالتجربہ مقبول کتاب ۱۰؍

اُردو دعائیں۔ ہر موقعہ کیلیے مناسب مختصر دعاؤں کا مجموعہ۔ قیمت ... ۸؍

مفلسی کا علاج۔ خواجہ صاحب کی سب سے پہلی تصنیف ۱؍

تسکین احساس۔ تصوف کی ابتدائی اصول۔ صوفیوں کے اذکار و اشغال عام فہم زبان میں ... ۸؍

مرشد کو سجدۂ تعظیم۔ قرآن، حدیث، فقہ اور اقوال بزرگان سے سجدۂ تعظیمی کا ثبوت ... ۸؍

خدائی انکم ٹیکس۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب اور اس کا فلسفہ ۱؍

اسلام کا انجام۔ توفیق بکری کی کتاب کا ترجمہ ۶؍

اسرار۔ رموز تصوف پر بہاء اللہ کے خیالات ... ۶؍

تعلیمی، مذہبی، ادبی کتابیں

بیوی کی تعلیم۔ عورتوں کی تعلیم کیلیے تمام ضروری باتوں کا سیدھا سادا بیان۔ نہایت مفید اور عام فہم ۸؍ مجلد ۱۲؍

بیوی کی تربیت۔ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ۔ حال ہی میں چھپا ہے۔ قسم اول ... قسم دوم ... ۸؍

اولاد کی شادی۔ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ جس میں اولاد کی شادی کے متعلق تمام ضروری باتیں سمجھائی گئی ہیں ۸؍

بچوں کی کہانیاں۔ بچوں کے بہلانے کیلیے سبق آموز کہانیوں کا مجموعہ۔ قیمت غیر مجلد ۱۰؍ قیمت مجلد ۱۲؍

رسول کی عیدی۔ امت کے بچوں کیلیے نظم و نثر ۲؍

اتالیق خطوط نویسی۔ ہر دو حصہ۔ پہلے حصہ میں خواجہ صاحب کے آسان خطوط اور خط لکھنے کے اصول دوسرے حصہ میں نامور مسلمانوں کے خطوط۔ قیمت ... ۱۲؍

مجموعہ خطوط حسن نظامی جو حصۂ سوم اتالیق خطوط نویسی ۱۲؍

ظہور امام اور سلسلہ خلافت کی متعلق کتابیں

امام الزمان کی آمد ۸؍ ۔ گورنمنٹ اور خلافت ۲؍

شیخ سنوسی حصۂ اول ۵؍ ۔ ناگفتہ بہ ۵؍

جرمنی خلافت۔ شیخ سنوسی کا چھٹا حصہ جو ۱۹۱۵ء میں ضبط ہو گیا تھا .. ۶؍

خواجہ ڈپو۔ بازار مچھلی والان دہلی سے طلب فرمائیے



کرنے کے طریقے۔ ہندوستان میں اس وقت کن کن اشیاء کی تجارت ہوتی ہے۔ ممالک غیر خصوصاً یورپ و امریکہ نے تجارت میں کیا کیا ترقی کی ہے۔
علاوہ بریں ضروری تجارتی معلومات۔ تجارتی اصطلاحات، کامیاب تاجروں کے اقوال و احوال اور صدہا مفید باتیں اس کتاب میں
درج ہیں اور یہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے بہتر اور اتنی جامع کوئی کتاب اس موضوع پر اردو زبان میں موجود نہیں ہے۔ **ضخامت** سوا دو سو صفحے
تقطیع ۲۰×۳۰/۸ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت نفیس۔ جلد انگریزی طرز کی نہایت خوشنما جس پر سنہری حرفوں میں کتاب کا نام چھپا ہوا ہے۔ قیمت غیر مجلد
عہ مجلد عا ر علاوہ محصولڈاک وغیرہ۔ رسالہ دین و دنیا دہلی کے لیے رعایتاً محصولڈاک معاف۔

تجارت کی دوسری کتاب۔ یورپ و امریکہ و جاپان کی تمام تجارتی ترقیوں کا دارومدار اشتہار پر ہے۔ ان ملکوں میں ایسے لاکھوں
آدمی ہیں جنہوں نے محض اشتہار کی بدولت بہت تھوڑے سرمایہ سے کروڑوں روپے پیدا کیے ہیں۔ وہاں ضروریات و تعیشات زندگی کی ایک چیز بھی
ایسی نہیں ہے جسکی فروختگی و نکاسی میں اشتہار سے مدد نہ لی جاتی ہو۔ چونکہ ہندوستانی فن اشتہار سے بالکل ناواقف ہیں اور اشتہار جیسے مفید ذریعہ ترقی
کو ناجائز اغراض کے لیے کام میں لا کر بدنام کر رہے ہیں اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ معلومات تجارت کی دوسری جلد میں فن اشتہار پر مفصل بحث کی جائے
چنانچہ تجارت کی دوسری کتاب میں جو فن اشتہار پر ہے اشتہارات کے ذریعہ سے تجارت کو فروغ دینے کے تمام ضروری اصول کو نہایت دلچسپ
طریقہ سے سلیس اردو میں بیان کیا گیا ہے۔ اشتہار کیلیے بہترین صورتوں کا انتخاب کرنے۔ موثر مضمون بنانے۔ دلکش ڈزائن تجویز کرنے۔ دیدہ زیب
چھپوانے اور انکی اشاعت کیلیے بہترین اور کم خرچ طریقے اختیار کرنے کے متعلق تمام ضروری معلومات و ہدایات اس مفید کتاب میں موجود ہیں۔ جنکا ہندوستانی
مشتہرین کو بہت کم علم ہے۔

اگر آپ اپنی تجارت کو اشتہار کے ذریعہ سے ترقی دینا اور اشتہار کی مد میں کم از کم خرچ کر کے زیادہ سے زیادہ نفع اٹھانا چاہتے ہیں تو آپکو تجارت
کی دوسری کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔ **ضخامت** سوا سو صفحے تقطیع ۲۰×۳۰/۸ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت نفیس۔ جلد انگریزی طرز کی
نہایت خوشنما جس پر سنہری حرفوں میں کتاب کا نام چھپا ہوا ہے۔ قیمت غیر مجلد عہ مجلد عہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ۔ رسالہ دین و دنیا دہلی
کے خریداروں کیلیے رعایتاً محصول ڈاک معاف۔

تجارت کی تیسری کتاب۔ ہندوستان میں دوکانیں اور دوکاندار تو بہت سے ہیں۔ لیکن فن دوکانداری سے واقف
نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے کاروبار کو خاطر خواہ ترقی نہیں دے سکتے۔ تجارت کی تیسری کتاب میں فن دوکانداری کی تعلیم دی گئی
ہے اور یورپ و امریکہ کے دوکانداروں کے وہ قیمتی تجربے بیان کیے گئے ہیں جو ان کی ترقی و کامیابی کا باعث ہوئے ہیں۔
دوکان کیسی ہونی چاہیے۔ کہاں ہونی چاہیے۔ چیزیں دوکان میں کیونکر آراستہ کی جائیں۔ سائن بورڈ کیسا بنوایا جائے۔ مال کیونکر
کفایت سے خریدا جائے۔ گاہکوں سے کیونکر برتاؤ کیا جائے۔ کیا تدابیر اختیار کی جائیں جن سے بکری اور نفع زیادہ ہو۔ دوکان کو
مشہور اور ہر دلعزیز بنانے کیلیے کن اصول پر عمل کیا جائے۔ خریداروں سے قرضہ کیونکر وصول کیا جائے۔ دوکان کا حساب کیونکر رکھا جائے
اسی قسم کی سینکڑوں نہایت کارآمد اور مفید باتیں اس کتاب میں درج ہیں جن کا مطالعہ ہر ایک دوکاندار کے لیے نہایت ضروری ہے
ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت نفیس۔ جلد انگریزی طرز کی نہایت خوشنما جس پر سنہری حرفوں میں کتاب
کا نام چھپا ہوا ہے۔ قیمت غیر مجلد ۱۲ر مجلد عہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ۔
رسالہ دین و دنیا دہلی کے خریداروں کے لیے رعایتاً محصول ڈاک معاف +

منیجر نظامیہ دار الاشاعت۔ بازار چھلی والان دہلی سے طلب کیجیے